ZAD ACADEMY-BARAMULLA

أكاديمية زاد بارهموله كَشْمِير

﴿رفع الجهل عن نفسه وعن غيره﴾

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضيَ اللهُ عنهما:

«ذَلَلْتُ طَالِبًا لِطَلَبِ الْعِلْمِ، فَعَزَزْتُ مَطْلُوبًا»

آداب طالب العلم

(بعض إضافات، ترمیمات اور ترجمہ کے ساتھ)

﴿بَعْضُ الآدَابِ الْمُسْتَفَادَةِ مِنْ كُتُبِ وَمُحَاضَرَاتِ الْعُلَمَاءِ﴾

(زبان: عربی / اردو)

﴿جدید ایڈیشن - 2026ء﴾

إعداد:

أبو تيمية محمد منيب بت عفا الله عنه

[مدرس: زاد اکیڈمی بارہمولہ]

تقديم و إشراف:

ZAD ACADEMY - BARAMULLA (KASHMIR)

ZAD ACADEMY-BARAMULLA

أكاديمية زاد بارهموله كَشْمِير

﴿رفع الجهل عن نفسه وعن غيره﴾

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضيَ اللهُ عنهما:

«ذَلَلْتُ طَالِبًا لِطَلَبِ الْعِلْمِ، فَعَزَزْتُ مَطْلُوبًا»

آداب طالب العلم

(بعض إضافات، ترمیمات اور ترجمہ کے ساتھ)

﴿بَعْضُ الآدَابِ الْمُسْتَفَادَةِ مِنْ كُتُبِ وَمُحَاضَرَاتِ الْعُلَمَاءِ﴾

(زبان: عربی / اردو)

﴿جدید ایڈیشن - 2026ء﴾

إعداد:

أبو تيمية محمد منيب بت عفا الله عنه

[مدرس: زاد اکیڈمی بارہمولہ]

فہرست مضامین

● نام کتاب: آداب طالب العلم

(إضافات، بعض ترمیمات اور ترجمہ کے ساتھ)

● مرتب: ابو تیمیہ محمد منیب بٹ عفا اللہ عنہ

▫ ایڈیشن:

● پہلا ایڈیشن: اگست 2024ء

● جدید ایڈیشن (مترجم و موسع): جنوری 2026ء

● صفحات: 108

● قیمت: ———

● ناشر: زاد اکیڈمی، بارہمولہ

● کمپوزنگ: محمد منیب بٹ

● ای میل: Zadacademy75@gmail.com

Follow the Official Social Network Platforms of

ZAD ACADEMY BARAMULLA

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ ﴿جدید ایڈیشن ۲۰۲۶ء﴾

الحمدُ للهِ ربِّ العالمين، والصلاةُ والسلامُ على نبينا محمدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين.
أمّا بعدُ:

بلاشبہ علمِ شرعی اس وقت تک مطلوبہ ثمرات پیدا نہیں کرتا جب تک وہ آداب کے ساتھ نہ ہو۔ سلفِ صالحین علم کے طلب میں آداب کو بنیاد اور اساس سمجھتے تھے، بلکہ بہت سے ابوابِ علم پر اسے مقدم رکھتے تھے۔ اسی احساس کے تحت یہ کتاب "آدابِ طالبِ علم" ترتیب دی گئی، تاکہ طالبِ علم کو علم، عمل اور دعوت کے راستے میں درکار اخلاق و آداب کی یاد دہانی کرائی جا سکے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کتاب کا جدید، منقح اور موسع ایڈیشن 2026ء میں شائع کیا جا رہا ہے، جس میں پورے متن کا ازسرِ نو جائزہ لیا گیا، بعض ابواب کی ترتیب بہتر کی گئی، عبارات کا سلیس ترجمہ کیا گیا، کئی مفید اضافے اور تنبیہات شامل کی گئیں، اور عبارت کو مزید واضح اور مؤثر بنایا گیا، تاکہ کتاب کا فائدہ عام اور نفع زیادہ ہو۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کاوش کو خالص اپنی رضا کے لیے قبول فرمائے، اسے طلبۂ علم کے لیے نافع بنائے، ان کے اخلاق و کردار کی اصلاح کا ذریعہ بنائے، اور ان تمام علماء و مشائخ کی کوششوں کو قبول فرمائے جن کے علمی آثار اس مجموعے کی بنیاد بنے۔

اور ہماری آخری دعا یہ ہے کہ تمام تعریفیں اللہ ربّ العالمین ہی کے لیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس چھوٹی سی کاوش کو میرے، اہلِ خانہ اولاد، والدین، اساتذہ اور طلبہ کے حق میں قبول فرمائے آمین۔

كتبه:

أبو تيمية محمد منيب بٹ عفا الله عنه

تاریخ: 30 جنوری 2026ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمدُ للهِ الذي علَّمَ بالقلم، علَّمَ الإنسانَ ما لم يعلَم، والصلاةُ والسلامُ على النبيِّ الأكرم، وعلى آله وصحبه، ومَن سار على نهجهم القويم.

أمَّا بعدُ:

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو دوسروں کے لیے نمونہ اور رہنما بنایا، چنانچہ فرمایا:

(یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی، پس تم ان ہی کی ہدایت کی پیروی کرو)۔

اور ہمیں اپنے نبی محمد ﷺ کی اقتداء کا حکم دیا، ارشاد فرمایا:

(یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے)۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ عظیم آیت رسول اللہ ﷺ کی قولی، فعلی اور حالی سنت کی پیروی کی ایک مضبوط بنیاد ہے۔"

سلفِ صالحین علم کے ساتھ آداب سیکھنے کو لازم سمجھتے تھے۔ ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وہ لوگ آداب (طرزِ عمل) اسی طرح سیکھتے تھے جس طرح علم سیکھتے تھے۔"

چونکہ طالبِ علم کو علم کی زینت یعنی آداب کی یاد دہانی نہایت ضروری ہے، اسی لیے میں نے آدابِ طالبِ علم سے متعلق کچھ باتیں معتبر کتب اور علماء کی محاضرات سے جمع کی ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ان علماء کی کوششوں کو قبول فرمائے جنہوں نے اس میدان میں بھرپور محنت کی۔ میں نے اس کتاب کا نام رکھا ہے:

﴿آدابِ طالبِ علم﴾

کتبه:

أبو تيمية محمد منيب بٹ عفا الله عنه

تاریخ: 04 اگست 2024ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿آدابُ طَالِبِ العِلْم﴾

(طالب علم کے آداب)

(The Etiquettes of Seeking Revealed Knowledge)

اَلعِلْمُ:

العِلْمُ في اللغة:

﴿هُوَ المَعْرِفَةُ، وَنَقِيضُهُ الجَهْلُ﴾

علم کے لغوی معنی ہیں:
کسی چیز کی معرفت حاصل کرنا، اور اس کی ضد جہل ہے۔

و في الاصطلاح:

العِلْمُ هُوَ: ﴿ إِدْرَاكُ الشَّيْءِ عَلَىٰ مَا هُوَ عَلَيْهِ إِدْرَاكًا جَازِمًا ﴾

علم یہ ہے کہ:
(کسی چیز کو جیسا وہ حقیقت میں ہے، ویسا ہی یقین کے ساتھ جان لینا۔)

تعریف کے اجزاء:

(۱) **إِدْرَاكُ الشَّيْءِ:**
(کسی چیز کا ادراک کرنا)
یعنی کسی شے کی حقیقت ذہن میں واضح ہو جانا۔

(۲) **عَلَىٰ مَا هُوَ عَلَيْهِ:**
(جیسا وہ حقیقت میں ہے)
یعنی معرفت وہم، گمان یا غلط فہمی پر مبنی نہ ہو، بلکہ حقیقت کے مطابق ہو۔

(٣) **إِدْرَاكًا جَازِمًا:**

(یقینی ادراک کے ساتھ)

یعنی اس معرفت میں شک یا تردد نہ ہو، بلکہ کامل یقین ہو۔

مَرَاتِبُ الإِدْرَاک:

(ادراک کی اقسام / مراتب)

علماءِ منطق و اصول کے نزدیک ادراک کی پانچ بنیادی حالتیں ہیں:

(١) العِلْمُ:

﴿ إِدْرَاكُ الشَّيْءِ عَلَىٰ مَا هُوَ عَلَيْهِ إِدْرَاكًا جَازِمًا ﴾

(کسی چیز کو جیسا وہ حقیقت میں ہے، ویسا ہی یقین کے ساتھ جان لینا۔)

(٢) الجَهْلُ:

﴿ عَدَمُ إِدْرَاكِ الشَّيْءِ أَصْلًا ﴾

(کسی چیز کے بارے میں بالکل لاعلم ہونا)

(٣) الظَّنُّ:

﴿ إِدْرَاكٌ رَاجِحٌ مَعَ احْتِمَالِ النَّقِيضِ ﴾

(کسی بات کا غالب گمان ہونا، لیکن اس کے خلاف احتمال باقی رہنا)

(٤) الشَّكُّ:

﴿ تَرَدُّدُ الذِّهْنِ بَيْنَ أَمْرَيْنِ مُتَسَاوِيَيْنِ ﴾

(دو باتوں کے درمیان برابر کا تردد، کسی ایک کو ترجیح حاصل نہ ہو)

(٥) الوَهْمُ:

﴿ إِدْرَاكُ مَرْجُوحُ مَعَ رُجْحَانِ النَّقِيضِ ﴾

(کمزور خیال، جبکہ اس کے خلاف بات زیادہ قوی ہو)

■ الجَهْلُ: (Ignorance)

تعريف الجَهل لغة:

وَالجَهْلُ: ﴿ نَقِيضُ العِلْمِ ﴾

(جہل، علم کی ضد ہے)

الجهل فِي الاصطلاح:

﴿ هُوَ اعْتِقَادُ الشَّيْءِ بِخِلَافِ مَا هُوَ عَلَيْهِ ﴾

(کسی چیز کے بارے میں حقیقت کے برخلاف عقیدہ رکھنا)

أَنْوَاعُ الجَهْلِ:

(١) **الجَهْلُ البَسِيطُ۔**

(٢) **الجَهْلُ المُرَكَّبُ۔**

(١) الجَهْلُ البَسِيطُ:

(Simple Ignorance)

﴿ هُوَ عَدَمُ الإِدْرَاكِ بِالْكُلِّيَّةِ ﴾

(کسی چیز کے بارے میں بالکل لاعلم ہونا، نہ صحیح علم ہو اور نہ غلط عقیدہ)

مثال:

کسی شخص کو کسی مسئلے کا سرے سے علم ہی نہ ہونا۔

(۲) الجَهْلُ المُرَكَّبُ:

(Compound Ignorance)

﴿ هُوَ إِدْرَاكُ الشَّيْءِ عَلَىٰ وَجْهٍ يُخَالِفُ مَا هُوَ عَلَيْهِ ﴾

(کسی چیز کو جاننا، مگر حقیقت کے برخلاف جاننا، اور اس غلطی پر یقین بھی رکھنا)

مثال:

غلط بات کو درست سمجھنا، اور یہ سمجھنا کہ "میں درست جانتا ہوں"۔

🔴 یہی جہل سب سے خطرناک ہے، کیونکہ اس میں اصلاح مشکل ہوتی ہے۔

مَصَادِرُ العِلْمِ:

(Sources of Knowledge – ذرائعِ علم)

اہلِ سنت کے نزدیک علم کے بنیادی ذرائع درج ذیل ہیں:

(۱) الحَوَاسُّ الخَمْسُ:

(Five Senses – حواس خمسہ)

البَصَرُ – السَّمْعُ – الشَّمُّ – اللَّمْسُ – الذَّوْقُ

دیکھنا__سننا__سونگھنا__چھونا__چکھنا

یہ حواس مادی اور مشاہداتی علم کا ذریعہ ہیں۔

(۲) العَقْلُ:

(Reason / Intellect)

▫ عقل وہ صلاحیت ہے جس کے ذریعے انسان:

- دلائل کو سمجھتا ہے
- نتائج اخذ کرتا ہے
- حق و باطل میں فرق کرتا ہے

▪ لیکن عقل وحی کے تابع ہے، اس پر حاکم نہیں۔

What is Islam?

Is Islam Philosophy or Religion?

Philosophy (فلسفہ)

فلسفہ وہ نظامِ فکر ہے جو:

- عقلِ انسانی کی بنیاد پر قائم ہو
- وحی سے آزاد ہو
- انسان خود حق و باطل کا معیار بن جائے

نتیجہ:

اسلام فلسفہ نہیں ہے، کیونکہ اسلام عقل کو وحی کے تابع رکھتا ہے، نہ کہ وحی کو عقل کے تابع۔

Religion (الدِّينُ)

اسلام ایک دین ہے، اور دین کی تعریف:

﴿ الدِّينُ مَا شَرَعَهُ اللّٰهُ لِعِبَادِهِ ﴾

دین وہ نظامِ حیات ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مقرر فرمایا۔

Source of Islam

الوَحْيُ:

اسلام:

- انسانی ایجاد نہیں
- سماجی تجربہ نہیں
- بلکہ وحیِ الٰہی پر مبنی دین ہے

🚫 No Innovation (لا نَبْتَدِعُ)

اسلام میں نئی بات ایجاد کرنا (بدعت) مردود ہے۔

قولُ الصَّحابِيِّ الجَلِيل:

عبد الله بن مسعود رضي الله عنه (ت 33هـ)

﴿إِنَّا نَقْتَدِي وَلَا نَبْتَدِي، وَنَتَّبِعُ وَلَا نَبْتَدِعُ، وَلَنْ نَضِلَّ مَا تَمَسَّكْنَا بِالْأَثَرِ﴾

ہم پیروی کرتے ہیں، نئی راہ ایجاد نہیں کرتے؛ ہم اتباع کرتے ہیں، بدعت نہیں کرتے؛ اور جب تک ہم آثار (صحابہ کے طریقے) کو تھامے رہیں گے، ہرگز گمراہ نہیں ہوں گے۔

حوالہ:
شرح أصول اعتقاد أهل السنة، للالكائي (1/86)

What is NOT Knowledge? فليس بعلم

قولُ الإمامِ الأَوْزَاعِيِّ رحمه الله

(بروايتِ بَقِيَّةَ بنِ الوَلِيد)

﴿العِلْمُ مَا جَاءَ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَمَا لَمْ يَجِئْ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَيْسَ بِعِلْمٍ﴾

علم وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے آیا ہو،

اور جو صحابہ سے ثابت نہ ہو، وہ علم نہیں ہے۔

حوالہ:
جامع بيان العلم وفضله، لابن عبد البر، ص 160

Who are "Those Given Knowledge"? أوتوا العلم

قال الله تعالى:

﴿وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقُّ﴾

(سورة سبأ: 6)

اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے، وہی حق ہے۔

الَّذِينَ أُوتُوا العِلْمَ

(وہ لوگ جنہیں علم عطا کیا گیا)

﴿ الَّذِينَ أُوتُوا العِلْمَ هُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴾

جنہیں علم دیا گیا" سے مراد سب سے پہلے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے:

○ وحی کو براہِ راست لیا

○ ذرسول اللہ ﷺ کی تربیت پائی

○ اور دین کو محفوظ صورت میں امت تک پہنچایا

الإِمَامِ قَتَادَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ (ت 118ھ)

(جامع بيان العلم وفضله، لابن عبد البر، ص 142)

Conclusion (نتیجہ)

Our Ilm is Revealed (وَحْي) and Divine (إِلٰهِيّ) in nature

اسلامی علم:

انسانی فلسفہ نہیں

ذاتی رائے یا جدید فکر کا نتیجہ نہیں

بلکہ وحیِ الٰہی پر مبنی ہے

قَولُ الإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى

﴿ إِيَّاكَ أَنْ تَتَكَلَّمَ فِي مَسْأَلَةٍ لَيْسَ لَكَ فِيهَا إِمَامٌ ﴾

خبردار! کسی ایسے مسئلے میں کلام نہ کرنا جس میں تم سے پہلے کوئی امام نہ ہو۔

حوالہ:
مناقب الإمام أحمد، لابن الجوزي، ص 178

قاعدہ:

دین میں بات وہی معتبر ہے جس کی بنیاد سلف میں موجود ہو۔

قَولُ شَيْخِ الإِسْلَامِ ابْنِ تَيْمِيَّةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى:

﴿ وَكُلُّ قَوْلٍ يَنْفَرِدُ بِهِ الْمُتَأَخِّرُ عَنِ الْمُتَقَدِّمِينَ، وَلَمْ يَسْبِقْهُ إِلَيْهِ أَحَدٌ مِنْهُمْ، فَإِنَّهُ يَكُونُ خَطَأً ﴾

ہر وہ قول جس میں بعد کے لوگ، پہلے لوگوں سے الگ ہو جائیں، اور ان میں سے کسی نے اس سے پہلے وہ بات نہ کہی ہو، تو وہ قول خطا ہے۔

حوالہ:
مجموع فتاوى شيخ الإسلام، ج 21، ص 291

مَنْ هُمُ السَّلَفُ؟

حدیث نبوی ﷺ

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال:

قال رسول الله ﷺ:

﴿ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ﴾

حوالہ:
(صحيح البخاري (2652) صحيح مسلم (2533)

سب سے بہتر لوگ میرا زمانہ ہے، پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے، پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے۔

سلف سے مراد:

- صحابہ
- تابعین
- تبع تابعین

اور یہی لوگ حقیقی معنوں میں **الَّذِينَ أُوتُوا العِلْمَ** ہیں۔

إِخْتِصَاصُ هٰذِهِ الأُمَّةِ:

(اس اُمت کی خصوصیت)

قال رسول الله ﷺ:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي – أَوْ قَالَ: أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ – عَلَى ضَلَالَةٍ ﴾

حوالہ:

سنن الترمذي (2167) – واللفظ له ، المستدرك للحاكم (397)

بے شک اللہ میری امت (یا امتِ محمد ﷺ) کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

عقیدۂ اہلِ سنت:

یہ حدیث اجماعِ امت کے حق ہونے کی قوی دلیل ہے۔

حُجِّيَّةُ الإِجْمَاعِ

قاعدہ:

علماءِ کرام کے اجماع کو توڑنا کفر یا بدعتِ ضلالہ تک لے جاتا ہے

(تفصیل کا دارومدار مسئلہ کی نوعیت پر ہے)

کیونکہ:

- اجماع = امت کا گمراہی سے محفوظ ہونا
- اجماع = وحی کے فہم کا اجتماعی مظہر

مَنْهَجُ السَّلَف

﴿ إِنَّ طَرِيقَةَ السَّلَفِ أَسْلَمُ وَأَعْلَمُ وَأَحْكَمُ ﴾

بے شک سلف کا طریقہ زیادہ محفوظ، زیادہ علم والا اور زیادہ حکمت والا ہے۔

حوالہ:
شرح حلية طالب العلم، ص 30

🚫 الابْتِكَارُ وَالابْتِدَاعُ

الابْتِكَار:

دنیاوی امور میں نئی چیز ایجاد کرنا (مثلاً ٹیکنالوجی) — جائز

الابْتِدَاعُ:

دین میں ایسی نئی بات داخل کرنا جس کی اصل:

قرآن میں نہ ہو

سنت میں نہ ہو

صحابہ کے عمل میں نہ ہو

▫ یہی بدعتِ مذمومہ ہے

⚠️ النَّازِلَةُ

(New / Controversial Issues)

النَّازِلَةُ

(جمع: النَّوازِل)

﴿ هِيَ الحَادِثَةُ الجَدِيدَةُ الَّتِي تَحْتَاجُ إِلَى حُكْمٍ شَرْعِيٍّ ﴾

وہ نیا پیش آنے والا مسئلہ جو شرعی حکم کا تقاضا کرے

نوازل میں:

ابتداع نہیں ہوتا

بلکہ اجتہاد ہوتا ہے

وہ بھی قرآن، سنت، اجماع اور قیاس کی روشنی میں

أَنْوَاعُ العُلُومِ الإِسْلَامِيَّةِ

(١) **عُلُومُ الغَايَةِ / عُلُومُ المَقَاصِدِ**

(٢) **عُلُومُ الآلَةِ / عُلُومُ الوَسَائِلِ**

(١) **عُلُومُ الغَايَةِ / عُلُومُ المَقَاصِدِ:**

(العلومُ الأَسَاسِيَّة)

﴿ هِيَ العُلُومُ الَّتِي تُقْصَدُ لِذَاتِهَا، وَتَتَعَلَّقُ بِفَهْمِ الدِّينِ مُبَاشَرَةً ﴾

علومِ مقاصد وہ بنیادی علوم ہیں جو اپنی ذات میں مقصود ہوتے ہیں اور جن کا تعلق براہِ راست دین کے فہم سے ہوتا ہے۔

علوم الغاية هي :

1 - القرآن الكريم

2 - التفسير

3 - الحديث

4 - العقيدة

5 - الفقه ...

(٢) **عُلُومُ الآلَة / عُلُومُ الوَسَائِل**

(العلومُ المُسَاعِدَة)

﴿ هِيَ العُلُومُ الَّتِي تُدْرَسُ لِتَكُونَ وَسِيلَةً لِخِدْمَةِ عُلُومِ المَقَاصِدِ ﴾

علومِ آلہ وہ علوم ہیں جو خود مقصد نہیں ہوتے بلکہ علومِ مقاصد کو سمجھنے اور محفوظ کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

علوم الآلة مثلاً :

1 - علم أصول التفسير

2 - علم التجويد

3 - علم القراءات

4 - علم مصطلح الحديث

5 - علم رجال الحديث

6 - علم علل الحديث

7 - علم أصول الفقه

8 - علم القواعد الفقهية

9 - علم النحو

10 - علم الصرف

11 - علم متن اللغة

12 - علم البلاغة

13 - علم المنطق...

الشَّجَرَةُ وَأَغْصَانُهَا

(درخت اور اس کی شاخیں)

اہلِ علم نے دین کے علم کو ایک درخت سے تشبیہ دی ہے:

- جڑیں (الأُصُول) ← عقیدہ، قرآن، سنت، اجماع
- تنا (الجِذْع) ← اصولِ فہم
- شاخیں (الفُرُوع) ← فقہی مسائل، تطبیقات
- پھل (الثَّمَرَة) ← عمل، ہدایت، استقامت

قولُ العلَّامَةِ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَبُو زَيْدٍ رحمه الله

﴿ مَنْ لَمْ يُتْقِنِ الأُصُولَ، حُرِمَ الوُصُولَ ﴾

جو اصولوں میں پختہ نہ ہوا، وہ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

حوالہ:
(شرح حلية طالب العلم، ص 30)

قولُ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحِ العُثَيْمِين رَحِمَهُ الله

﴿ الأُصُولُ هِيَ العِلْمُ، وَالمَسَائِلُ فُرُوعٌ ﴾

اصول ہی اصل علم ہیں، اور مسائل ان کی شاخیں ہیں۔

حوالہ:
(شرح حلية طالب العلم، ص 77)

مَنْ هُوَ طَالِبُ العِلْمِ؟

(Who is a Student of Knowledge?)

لغة: طَالِبُ

اسم فاعل، مادہ: طَلَبَ - يَطْلُبُ

معنی: تلاش کرنا__ڈھونڈنا__کوشش کرنا

المصدر: طَلَبًا — تلاش کرنا

طَالِبُ العِلْمِ:

﴿ هُوَ الَّذِي يَطْلُبُ العِلْمَ الشَّرْعِيَّ القَائِمَ عَلَى الوَحْيِ ﴾

طالبِ علم وہ ہے جو شرعی علم کی تلاش میں ہو،

اور حقیقت میں وہ وحیِ الٰہی کو تلاش کر رہا ہوتا ہے۔

Hence:

Seeker of Knowledge = Seeker of Revelation (الوحي)

فَضْلُ طَالِبِ العِلْمِ:

(Virtue of the Student of Knowledge)

قال النبي ﷺ:

﴿... وَإِنَّ طَالِبَ العِلْمِ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، حَتَّى الحِيتَانُ فِي المَاءِ﴾

بے شک طالبِ علم کے لیے آسمانوں اور زمین میں موجود ہر چیز، یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں۔

حوالہ:
سنن أبي داود (3641) ، سنن الترمذي (2682)

﴿الآدابُ﴾

جمع: أَدَبٌ _لغة:

الأَدَبُ: حُسْنُ الأَخْلَاقِ، وَفِعْلُ المَكَارِمِ،

وَأَصْلُهُ: الدُّعَاءُ؛

لِأَنَّهُ يَدْعُو النَّاسَ إِلَى المَحَامِدِ، وَيَجْمَعُهُمْ عَلَيْهَا

ادب کے لغوی معنی ہیں:

- اچھے اخلاق
- بلند کردار
- اعلیٰ اخلاقی کام

اور اس کی اصل "دعوت دینا" ہے،

کیونکہ ادب انسان کو اچھائیوں کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کو ان پر جمع کرتا ہے۔

﴿Etiquettes, Accepted standards of behavior, Decencies, Ethics, Morals, Proprieties﴾

(دستور، قاعدے، طور طریقے، شائستگی، سلیقہ، احترام، حسنِ اخلاق)

المعنى الاصطلاحي:

﴿اسْمٌ لِلأَخْلَاقِ الحَسَنَةِ، وَالصِّفَاتِ الجَمِيلَةِ، المَطْلُوبَةِ شَرْعًا﴾

ادب اُن اچھے اخلاق اور حسین صفات کا نام ہے جن کا مطالبہ شریعتِ اسلامیہ کرتی ہے۔

أَهَمِّيَّةُ الأَدَبِ فِي طَلَبِ العِلْمِ:

(علم کے حصول میں ادب کی اہمیت)

سلف صالحین کے نزدیک ادب، علم سے پہلے سیکھا جاتا تھا، کیونکہ:

- ادب علم کو نفع بخش بناتا ہے
- بے ادب کا علم حجت بن جاتا ہے، نعمت نہیں
- ادب کے بغیر علم تکبر پیدا کرتا ہے

1) قولُ الإِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ رَحِمَهُ اللّٰهُ (ت 110ھ)

قال في وصف حال التابعين:

﴿ كَانُوا يَتَعَلَّمُونَ الهَدْى كَمَا يَتَعَلَّمُونَ العِلْمَ ﴾

تابعین آداب کو اسی طرح سیکھتے تھے جس طرح علم کو سیکھتے تھے۔

حوالہ:

(الجامع لأخلاق الراوي، للخطيب البغدادي، ج 1، ص 79)

2) قولُ الإِمَامِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ (ت 179ھ)

قال لفتىً من قريش:

﴿ يَا ابْنَ أَخِي، تَعَلَّمِ الأَدَبَ قَبْلَ أَنْ تَتَعَلَّمَ العِلْمَ ﴾

اے میرے بھتیجے! علم سیکھنے سے پہلے ادب سیکھو۔

حوالہ:

(حلية الأولياء، لأبي نعيم الأصبهاني، ج 6، ص 330)

3) قولُ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّخَعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ (ت 177ھ)

﴿ قَلِيلٌ مِنَ الأَدَبِ خَيْرٌ مِنْ كَثِيرٍ مِنَ العِلْمِ ﴾

تھوڑا سا ادب، بہت زیادہ علم سے بہتر ہے۔

حوالہ:

(الجرح والتعديل، لابن أبي حاتم، ج 4، ص 335)

4) قولُ مُخَلَّدِ بْنِ الحُسَيْنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ (ت 191ھ)

﴿ نَحْنُ إِلَىٰ قَلِيلٍ مِنَ الأَدَبِ أَحْوَجُ مِنَّا إِلَىٰ كَثِيرٍ مِنَ الحَدِيثِ ﴾

ہمیں تھوڑے سے ادب کی ضرورت، بہت زیادہ حدیث کی نسبت زیادہ ہے۔

حوالہ:

(المحدث الفاصل، للرامهرمزي، ص 559)

5) قولُ الإِمَامِ ابْنِ الجَوْزِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ

﴿ كَادَ الأَدَبُ أَنْ يَكُونَ ثُلُثَيِ العِلْمِ ﴾

حوالہ:

(صفة الصفوة، ج 4، ص 145)

قریب ہے کہ ادب، علم کے دو تہائی حصے کے برابر ہو۔

6) قولُ الإِمَامِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ:

﴿ كَانَتْ أُمِّي تُجَهِّزُ عِمَامَتِي وَأَنَا صَغِيرٌ قَبْلَ ذَهَابِي إِلَىٰ حِلَقِ العِلْمِ، فَتَقُولُ:

يَا مَالِكُ، خُذْ مِنْ شَيْخِكَ الأَدَبَ قَبْلَ العِلْمِ ﴾

حوالہ:

(ترتيب المدارك، ج 1، ص 130)

میری ماں مجھے علم کی مجلس میں بھیجنے سے پہلے میری پگڑی درست کرتیں اور کہتیں:

اے مالک! اپنے استاد سے علم سے پہلے ادب سیکھنا۔

7) قولُ الإِمَامِ ابْنِ وَهْبٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ:

﴿ مَا تَعَلَّمْنَا مِنْ أَدَبِ مَالِكٍ أَكْثَرَ مِمَّا تَعَلَّمْنَا مِنْ عِلْمِهِ ﴾

حوالہ:

(سير أعلام النبلاء، ج 8، ص 113)

ہم نے امام مالک کے ادب سے، ان کے علم سے بھی زیادہ سیکھا۔

8) قولُ الإِمَامِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ المُبَارَكِ رَحِمَهُ اللّٰهُ (ت 181ھ)

﴿ طَلَبْتُ الأَدَبَ ثَلَاثِينَ سَنَةً، وَطَلَبْتُ العِلْمَ عِشْرِينَ سَنَةً، وَكَانُوا يَطْلُبُونَ الأَدَبَ قَبْلَ العِلْمِ ﴾

میں نے تیس سال ادب حاصل کیا، اور بیس سال علم حاصل کیا،

حوالہ:

(غاية النهاية ، لابن الجزري1، ص 198)

اور (سلف) علم سے پہلے ادب حاصل کیا کرتے تھے۔

﴿آدَابُ طَالِبِ العِلْمِ﴾

أنواعُ آدابِ طالبِ العِلْمِ:

طالبِ علم کے آداب چار بنیادی اقسام پر مشتمل ہیں:

1) آدابُ طالبِ العِلْمِ مَعَ نَفْسِهِ (اپنے نفس کے ساتھ آداب)

2) آدابُ طالبِ العِلْمِ مَعَ شَيْخِهِ (اپنے استاد کے ساتھ آداب)

3) آدابُ طالبِ العِلْمِ مَعَ زُمَلَائِهِ (اپنے ساتھیوں کے ساتھ آداب)

4) آدابُ طالبِ العِلْمِ مَعَ عَامَّةِ المُسْلِمِينَ (عام مسلمانوں کے ساتھ آداب)

🥇 النوعُ الأَوَّلُ:

﴿آدابُ طالبِ العِلْمِ مَعَ نَفْسِهِ﴾

(طالبِ علم کے اپنے نفس کے ساتھ آداب)

① **إِخْلَاصُ النِّيَّةِ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:** (نیت کو اللہ کے لیے خالص کرنا)

یہ طالبِ علم کا سب سے پہلا، سب سے اہم اور بنیادی ادب ہے۔

قولُ الشَّيْخِ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُو زَيْدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ

﴿العِلْمُ عِبَادَةٌ﴾

حوالہ:
(حلية طالب العلم للشيخ بكر بن عبدالله أبوزيد رحمه الله)

علم عبادت ہے۔

یعنی:

- علم محض معلومات نہیں
- علم محض ذہنی مشق نہیں
- بلکہ عبادت ہے، اور ہر عبادت میں اخلاص شرط ہے

⚠️ Modern Epistemology vs Islamic Epistemology

MODERN EPISTEMOLOGY

میں:

علم کو غیر اخلاقی (Value-neutral) سمجھا جاتا ہے

نیت، اخلاص، تقویٰ کا کوئی تصور نہیں

اسلامی تصورِ علم میں:

- علم عبادت ہے
- نیت اس کی روح ہے
- اخلاص کے بغیر علم وبال بن سکتا ہے

قرآن سے دلیل

قال اللہ تعالی:

﴿ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ﴾ (سورة البينة: 5)

اور انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

سنت سے دلیل: عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال:

سمعت رسول الله ﷺ يقول:

إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ

فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

حوالہ:
(صحيح البخاري، حديث: 1)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو۔ پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہو گی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔

بِمَ يَكُونُ الإِخْلَاصُ فِي طَلَبِ العِلْمِ؟

① **إِمْتِثَالُ أَمْرِ اللهِ تَعَالَى:** (اللہ کے حکم کی تعمیل کے لیے علم حاصل کرنا)

② **حِفْظُ شَرِيعَةِ اللهِ تَعَالَى:** (اللہ کی شریعت کی حفاظت کا ذریعہ علم ہے)

«وَيَكُونُ ذٰلِكَ بِالتَّعَلُّمِ»

اللہ کی شریعت کی حفاظت کا ذریعہ علم ہے

- شریعت:

- صرف کتابوں میں محفوظ نہیں رہتی
- بلکہ علماء کے سینوں میں محفوظ ہوتی ہے
- طالبِ علم اگر اخلاص کے ساتھ سیکھے:
- وہ دین کا محافظ بنتا ہے
- نہ کہ فتنہ کا ذریعہ

③ **اِتّبَاعُ شَرِيعَةِ مُحَمَّدٍ** ﷺ: (نبی کریم ﷺ کی شریعت کی اتباع)

قال اللہ تعالی:

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي﴾ (آل عمران: 31)

آپ کہہ دیں اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔

▫ اخلاص کا تقاضا ہے کہ:

- علم اتباعِ رسول ﷺ کے لیے ہو

نہ کہ:

- ذاتی فہم جمانے
- یا نیا راستہ نکالنے کے لیے

④ **تَرْكُ الطَّلَبُولِيَّات: (المسائل التي يُرَادُ بِهَا الشُّهْرَةُ)**

(وہ مسائل جو علم کے نام پر شہرت کے لیے اختیار کیے جائیں)

❌ اخلاص کے منافی امور:

- عوام کے سامنے شاذ مسائل پر عمل کرنا

▫ بلا ضرورت:

- لباس بدلنا
- لہجہ بدلنا
- سوشل میڈیا پر:
- شاذ و نادر مسائل پھیلانا

Likes, Comments, Shares, Views

کے پیچھے حریص ہونا

▪ یہ سب "طلبولیات" ہیں۔ یعنی: (علم کو دکھاوے اور پہچان کا ذریعہ بنانا)

﴿ مُعَالَجَةُ النِّيَّةِ ﴾

(نیت کا مسلسل علاج)

قولُ الإمامِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ (97ھ – 161ھ)

﴿ مَا عَالَجْتُ شَيْئًا أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ نِيَّتِي؛ إِنَّهَا تَتَقَلَّبُ عَلَيَّ ﴾

میں نے اپنی نیت سے زیادہ کسی چیز کا علاج مشکل نہیں پایا، کیونکہ وہ بار بار بدلتی رہتی ہے۔

حوالہ:

الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع للخطيب البغدادي (1/317) رقم: 692

اہم اصول (Golden Rule)

﴿ الإِخْلَاصُ لَا يُطْلَبُ مَرَّةً وَاحِدَةً، بَلْ يُرَاقَبُ دَائِمًا ﴾

- اخلاص:

ایک دفعہ حاصل کرکے ختم نہیں ہو جاتا بلکہ:

○ ہر مجلس ○ ہر درس ○ ہر پوسٹ ○ ہر فتویٰ میں خود احتسابی چاہتا ہے

⚠️ عُقُوبَةُ مَنْ طَلَبَ العِلْمَ لِغَيْرِ اللهِ:

(جو علم اللہ کے لیے نہ سیکھے، اس کی سزا)

- **العلم عبادة... والعبادة بلا إخلاص مردودة**

علم چونکہ عبادت ہے، اس لیے: اس میں اخلاص شرط ہے

- دنیا، شہرت، یا مفاد کے لیے علم حاصل کرنا اخلاص کی نفی ہے

حديثُ أبي هريرة رضي الله عنه قال رسول الله ﷺ:

﴿ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللهِ تَعَالَى،

لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا،

لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الجَنَّةِ يَوْمَ القِيَامَةِ ﴾ يعني: ريحها

أخرجه أبو داود (3664)، وابن ماجه (252)، وأحمد (8457)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے ایسا علم صرف دنیاوی مقصد کے لیے سیکھا جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا"

شرح مختصر: «عَرْفَ الجَنَّةِ»

یعنی: جنت کی خوشبو مطلب یہ کہ:

- وہ شخص جنت کے قریب بھی نہ ہوگا
- یہ سخت وعید ہے، خاص طور پر اہلِ علم کے لیے

▪ یہ وعید اس لیے ہے کہ اس نے عبادت کو تجارت بنا لیا۔

---

② العِلْمُ يُوجِبُ العَمَلَ:

(علم عمل کا مطالبہ کرتا ہے)

الإمام الخطيب البغدادي رحمه الله (392هـ – 463هـ)

انہوں نے مستقل کتاب لکھی:

﴿ اقْتِضَاءُ العِلْمِ العَمَلَ ﴾

یعنی: علم بذاتِ خود یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے

علم پر عمل نہ کرنے کا انجام:

حديث أبي برزة الأسلمي رضي الله عنه قال رسول الله ﷺ:

﴿لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ القِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ:
عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ؟ وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَ فَعَلَ فِيهِ؟ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ
وَفِيمَ أَنْفَقَهُ؟ وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ؟﴾

أخرجه الترمذي (2417) وقال: حديث حسن صحيح

ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں پاؤں نہیں ہٹیں گے یہاں تک کہ اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں ختم کیا، اور اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کیا عمل کیا اور اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا"۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے

وقفة محاسبة:

طالبِ علم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا:

- کتنا پڑھا؟

- بلکہ پوچھا جائے گا:

- جو پڑھا، اس پر کیا عمل کیا؟

منهج السلف في هذه المسألة:

السلف رحمہم اللہ: علم سیکھتے تھے:

- عمل کے لیے
- ہدایت کے لیے

نہ کہ:

- مناظروں کے لیے
- شہرت کے لیے
- سوشل میڈیا کی مقبولیت کے لیے

العِلْمُ يَقْتَضِي العَمَلَ:

(علم عمل کا تقاضا کرتا ہے)

قَالَ أَمِيرُ المُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:

«هَتَفَ العِلْمُ بِالعَمَلِ، فَإِنْ أَجَابَهُ، وَ إِلَّا ارْتَحَلَ»

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

علم عمل کو پکارتا ہے، اگر عمل اس کی پکار پر لبیک کہے تو علم باقی رہتا ہے، ورنہ علم رخصت ہو جاتا ہے۔

حوالہ:
(اقتضاءُ العِلْمِ العَمَلَ ص: 35–36، رقم: 40)

یہ قول اس اصول کو واضح کرتا ہے کہ:

جو علم عمل میں نہ آئے، وہ دل سے اٹھا لیا جاتا ہے۔

واقعہ: علم کے مطابق رجوع اور عمل

ابتداءً امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جرابین (موزوں) پر مسح کے قائل نہ تھے، پھر وفات سے تین یا سات دن قبل اپنے سابقہ قول سے رجوع فرمایا۔

وَمَسَحَ عَلَىٰ جَوْرَبَيْهِ فِي مَرَضِهِ، وَقَالَ لِعُوَّادِهِ:

«فَعَلْتُ مَا كُنْتُ أَنْهَىٰ عَنْهُ»

انہوں نے بیماری میں اپنے موزوں پر مسح کیا اور عیادت کرنے والوں سے فرمایا: میں نے وہی کیا جس سے پہلے لوگوں کو روکا کرتا تھا۔

حوالہ:

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق للزيلعي (1/52)

الجوهرة النيرة على مختصر القدوري للزبيدي

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ:

حق واضح ہو جائے تو امام بھی اپنے قول سے رجوع کرتا ہے، اور علم کے مطابق عمل کرتا ہے۔

قَالَ الإِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ:

«مَا كَتَبْتُ حَدِيثًا إِلَّا وَقَدْ عَمِلْتُ بِهِ»

ثُمَّ قَالَ:

«حَتَّىٰ مَرَّ بِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ، وَأَعْطَىٰ أَبَا طَيْبَةَ دِينَارًا، فَأَعْطَيْتُ الحَجَّامَ دِينَارًا حِينَ احْتَجَمْتُ»

حوالہ:
سير أعلام النبلاء (11/213)

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے کوئی حدیث لکھی ہی نہیں مگر اس پر عمل بھی کیا۔

یہاں تک کہ جب مجھے یہ حدیث ملی کہ نبی ﷺ نے حجامت کروائی اور ابو طیبہ کو ایک دینار دیا، تو میں نے بھی حجامت کرواتے وقت حجام کو ایک دینار دیا۔

قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:

«إِنَّكَ لَنْ تَكُونَ عَالِمًا حَتَّىٰ تَكُونَ مُتَعَلِّمًا،

وَلَنْ تَكُونَ مُتَعَلِّمًا حَتَّىٰ تَكُونَ بِمَا عَلِمْتَ عَامِلًا»

حوالہ:
(كتاب الزهد لوكيع، ص: 470، رقم: 220 ، سنن الدارمي، رقم: 301)

اے شخص!

تم عالم نہیں بن سکتے جب تک طالبِ علم نہ بنو۔

اور تم طالبِ علم نہیں بن سکتے جب تک جو علم حاصل کرو، اس پر عمل نہ کرو۔

العِلْمُ بِلاَ عَمَلٍ وَخَطَرُهُ:

(عمل کے بغیر علم کا انجام)

قولِ ابن رسلان رحمہ اللہ (ت 844ھ)

وَقَالَ ابْنُ رِسْلَانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ:

«وَعَالِمٌ بِعِلْمِهِ لَمْ يَعْمَلَنْ مُعَذَّبٌ مِنْ قَبْلِ عُبَّادِ الصَّنَمِ»

وہ عالم جو اپنے علم پر عمل نہ کرے، وہ بت پرستوں سے بھی پہلے عذاب دیا جائے گا۔

مدخل إلى العلوم الشرعية

شيخ عبد الرحمن بن عبد العزيز العقل، ص 14

یہ شعر اس شدید وعید کو بیان کرتا ہے کہ:

بے عمل عالم کا وبال، محض جاہل سے کہیں زیادہ سخت ہے

کیونکہ اس کے پاس علم کے باوجود حجت قائم ہو چکی ہوتی ہے۔

---

3) خشيةُ الله والخوف منه:

(اللہ کا خوف اور خشیت)

الخَشْيَةُ: ﴿ هِيَ الخَوْفُ المَبْنِيُّ عَلَى العِلْمِ وَالتَّعْظِيمِ ﴾

خشیت ایسا خوف ہے جو:

- علم پر مبنی ہو
- اللہ کی عظمت کی معرفت سے پیدا ہو

قرآنِ کریم سے دلیل:

﴿ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴾ (سورة فاطر: 28)

اللہ سے اس کے بندوں میں سے صرف علماء ہی خشیت رکھتے ہیں۔

بے شک اللہ زبردست، بہت بخشنے والا ہے۔

قَالَ شَيْخُ الإِسْلَامِ رَحِمَهُ اللّٰهُ:(661ھ – 728ھ)

«وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ كُلَّ مَنْ خَشِيَ اللَّهَ فَهُوَ عَالِمٌ، وَلَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ كُلَّ عَالِمٍ يَخْشَاهُ»

حوالہ: مجموع الفتاوی (7/539)

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ:

جو اللہ سے ڈرتا ہے، وہ عالم ہے

لیکن یہ لازم نہیں کہ ہر عالم اللہ سے ڈرتا ہو

اہم اصول:

حقیقی علم کی پہچان خشیت ہے،

اور محض معلومات کا نام علم نہیں۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ:

«لَيْسَ العِلْمُ عَنْ كَثْرَةِ الحَدِيثِ، وَلَكِنَّ العِلْمَ عَنْ كَثْرَةِ الخَشْيَةِ»

علم زیادہ روایتیں یاد کرنے کا نام نہیں، بلکہ علم زیادہ خشیت کا نام ہے۔

حوالہ: تفسیر یحییٰ بن سلام (2/786)

(Golden Principles)

علم اگر عمل نہ لائے ← وبال بن جاتا ہے

علم اگر خشیت پیدا نہ کرے ← وہ علمِ نافع نہیں

حقیقی عالم وہ ہے:

جو اللہ کو پہچانے

اس سے ڈرے

اور اپنے علم پر عمل کرے

4) البُعْدُ عَنِ المَعَاصِي:

(گناہوں سے دُور رہنا — طالبِ علم کا اہم ادب)

قولُ الإمامِ ابنِ الجَوْزِيِّ رحمه الله (٥١٠هـ – ٥٩٧هـ)

«وَاعْلَمْ أَنَّ المَعَاصِيَ تَسُدُّ أَبْوَابَ الرِّزْقِ، وَأَنَّ مَنْ ضَيَّعَ أَمْرَ اللهِ ضَيَّعَهُ اللهُ»

حوالہ: صَيْدُ الخَاطِرِ، ص: ٤٥٠–451

ابنِ جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جان لو کہ گناہ رزق کے دروازے بند کر دیتے ہیں، اور جو شخص اللہ کے حکم کو ضائع کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ضائع کر دیتا ہے۔

قولُ وَكِيعِ بْنِ الجَرَّاحِ رحمه الله (١٢٩هـ – ١٩٧هـ)

«اسْتَعِينُوا عَلَى الحِفْظِ بِتَرْكِ المَعْصِيَةِ»

حوالہ: ابن حبان، رَوْضَةُ العُقَلَاءِ، ص: ٣٩

وکیع بن الجراح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یادداشت (علم کے حفظ) میں مدد حاصل کرو گناہوں کو چھوڑ دینے کے ذریعے۔

أبياتُ الإمامِ الشَّافِعِيِّ رحمه الله (١٥٠هـ – ٢٠٤هـ)

﴿ شَكَوْتُ إِلَىٰ وَكِيعٍ سُوءَ حِفْظِي

میں نے اپنے خراب حافظے کی شکایت وکیع سے کی

فَأَرْشَدَنِي إِلَىٰ تَرْكِ المَعَاصِي

تو انہوں نے مجھے گناہوں کو چھوڑنے کی طرف رہنمائی کی

وَأَخْبَرَنِي بِأَنَّ العِلْمَ نُورٌ

اور مجھے بتایا کہ علم ایک نور ہے

وَنُورُ اللهِ لَا يُهْدَىٰ لِعَاصِي ﴾ حوالہ: دِيوَانُ الإِمَامِ الشَّافِعِيِّ رحمه الله

اور اللہ کا نور کسی گناہگار کو عطا نہیں کیا جاتا

يَجِبُ عَلَىٰ طَالِبِ العِلْمِ أَنْ يَبْتَعِدَ عَنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَعَالَى، وَأَنْ يَتَجَنَّبَ مَوَارِدَ المَهَالِكِ، وَيَحْذَرَ مَسَالِكَ المُوبِقَاتِ؛ فَإِنَّ المَعَاصِيَ تُهْلِكُ صَاحِبَهَا، وَتَحْرِمُهُ بَرَكَةَ العِلْمِ وَنُورَهُ.

طالبِ علم پر لازم ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے دُور رہے۔ ہلاکت کے راستوں سے بچے

مہلک گناہوں کی راہوں سے ہوشیار رہے

کیونکہ: گناہ انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں، اور علم کی برکت، نور اور فہم سے محروم کر دیتے ہیں۔

---

5) العِبَادَةُ وَالذِّكْرُ:

(عبادت اور ذکرِ الٰہی)

طَالِبُ العِلْمِ أَوْلَى النَّاسِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى، وَأَنْ يَكُونَ لَهُ رَصِيدٌ مِنَ السُّنَنِ وَالنَّوَافِلِ، وَالصِّيَامِ، وَقِيَامِ اللَّيْلِ، وَقِرَاءَةِ القُرْآنِ الكَرِيمِ.

طالبِ علم سب لوگوں سے زیادہ اس بات کا حق دار ہے کہ:

- وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی پابندی کرے
- اس کے پاس نوافل، سنتوں، نفلی روزوں، قیامُ اللیل اور قرآنِ کریم کی تلاوت کا مستقل ذخیرہ ہو
- کیونکہ علم بغیر عبادت کے برکت سے محروم ہو جاتا ہے۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ:

«كَانَ أَصْحَابُنَا يَسْتَعِينُونَ عَلَىٰ طَلَبِ الحَدِيثِ بِالصَّوْمِ»

ابراہیم بن اسماعیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہمارے اساتذہ حدیث کے طلب میں روزے کے ذریعے مدد حاصل کیا کرتے تھے۔

الخطيب البغدادي، الجامع لآداب الراوي والسامع، (١/١٤٣)

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ:

عبادت، علم کے فہم، ضبط اور نور میں تقویت کا سبب بنتی ہے۔

---

6) خَفْضُ الجَنَاحِ وَنَبْذُ الخُيَلَاءِ وَالكِبْرِيَاءِ:

(عاجزی اختیار کرنا، تکبر اور غرور کو چھوڑنا)

قال الشيخ العلامة بكر بن عبد الله أبو زيد رحمه الله:

﴿ تَحَلَّ بِآدَابِ النَّفْسِ، مِنَ العَفَافِ، وَالحِلْمِ، وَالصَّبْرِ، وَالتَّوَاضُعِ لِلْحَقِّ، وَسُكُونِ الطَّرْفِ مِنَ الوَقَارِ وَالرَّزَانَةِ، وَخَفْضِ الجَنَاحِ، مُتَحَمِّلًا ذُلَّ التَّعَلُّمِ لِعِزَّةِ العِلْمِ، ذَلِيلًا لِلْحَقِّ ﴾

شرح حلية طالب العلم، ص: ٣٦

طالبِ علم کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو آداب سے آراستہ کرے؛ عفاف، حلم، صبر اور مخلوق کے ساتھ تواضع اختیار کرے۔

وقار اور سنجیدگی کے ساتھ پُرسکون رہے، اور فروتنی کے ساتھ اپنے پر جھکائے رکھے۔

علم کی عزّت کے حصول کے لیے سیکھنے کی ظاہری ذلّت کو برداشت کرے، اور حق کے سامنے عاجز و فروتن رہے۔

مفردات کی تشریح:

■ **العَفَافُ:** (پاک دامنی، عفت، عصمت — Modesty)

نفس کو حرام، فواحش اور اخلاقی گراوٹ سے محفوظ رکھنا۔

■ **الحِلْمُ:** (بردباری، ضبط، دوراندیشی — Tolerance)

غصے کے وقت نفس پر قابو رکھنا اور حکمت سے کام لینا۔

■ **الصَّبْرُ:** (قوتِ برداشت، تحمل، استقامت — Patience)

مشقت، تنگی اور طلبِ علم کی سختیوں پر ثابت قدم رہنا۔

■ **التَّوَاضُعُ لِلْحَقِّ:** (حق کے سامنے عاجزی — Humility to the Truth)

حق کو قبول کرنا، چاہے وہ شاگرد سے ملے یا مخالف سے۔

■ **سُكُونُ الطَّرْفِ مِنَ الوَقَارِ وَالرَّزَانَةِ:** شرح حلية طالب العلم، ص: ٣٦

(وقار، سنجیدگی، متانت — Dignity & Sobriety)

نگاہ، گفتگو اور حرکات میں سنجیدگی اور ٹھہراؤ۔

■ **خَفْضُ الجَنَاحِ:** (عاجزی اختیار کرنا)

■ **مُتَحَمِّلًا ذُلَّ التَّعَلُّمِ لِعِزَّةِ العِلْمِ:** علم کی عزت کے لیے:

- استاد کے سامنے عاجزی
- سوال میں ادب
- اصلاح کو خوش دلی سے قبول کرنا
- یہ ذلت نہیں بلکہ علم کی بلندی کا راستہ ہے۔

الخُيَلَاءُ وَالكِبْرِيَاءُ:

(غرور اور تکبر)

الخُيَلَاءُ:

﴿ التَّكَبُّرُ وَالإِعْجَابُ بِالنَّفْسِ ﴾

خُیلاء سے مراد خود پسندی، غرور اور ظاہری تکبر ہے۔

اصطلاحی توضیح:

﴿ وَهِيَ الكِبْرُ الَّذِي يَكُونُ فِي القَلْبِ، ثُمَّ يَظْهَرُ عَلَى الجَوَارِحِ ﴾

وہ تکبر جو دل میں ہو اور پھر چال، لباس، اندازِ گفتگو اور حرکات میں ظاہر ہونے لگے۔

اسی لیے خُیلاء کا تعلق خاص طور پر ظاہری اظہار سے ہے۔

الكِبْرِيَاءُ (الكِبْر):

﴿ العَظَمَةُ وَالتَّجَبُّرُ وَالتَّرَفُّعُ عَلَى النَّاسِ ﴾

بڑائی جتانا، خود کو بڑا سمجھنا اور دوسروں کو حقیر جاننا۔

اصطلاحی وضاحت:

﴿ وَهُوَ الكِبْرُ القَائِمُ فِي القَلْبِ، وَلَوْ لَمْ يَظْهَرْ بَعْدُ عَلَى الجَوَارِحِ ﴾

وہ تکبر جو دل میں موجود ہو، چاہے ابھی ظاہری اعمال میں ظاہر نہ ہوا ہو۔

پہلی حدیث: خُیلاء کی وعید

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

«مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ القِيَامَةِ»

(صحيح البخاري، كتاب اللباس رقم: 5788)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص تکبر کے طور پر اپنا کپڑا گھسیٹتا ہے، اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔"

دوسری حدیث: کبر کی حقیقت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

«لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ»

فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً؟

قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الجَمَالَ، (صحيح مسلم، كتاب الإيمان رقم: 91)

الْكِبْرُ بَطَرُ الحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ»

سیدنا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔"

ایک شخص نے عرض کیا:

"آدمی چاہتا ہے کہ اس کا لباس اور جوتے اچھے ہوں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے،

تکبر یہ ہے کہ حق کو ٹھکرا دیا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔"

7) القَنَاعَةُ وَالزُّهْدُ:

(قناعت اور زہد)

التَّحَلِّي بِالْقَنَاعَةِ وَالزَّهَادَةِ

وَحَقِيقَةُ الزُّهْدِ: تعريف الزهد:

الزُّهْدُ بِالْحَرَامِ، وَالابْتِعَادُ عَنْ حِمَاهُ، وَالكَفُّ عَنِ المُشْتَبِهَاتِ،

وَعَدَمُ التَّطَلُّعِ إِلَىٰ مَا فِي أَيْدِي النَّاسِ

زہد کی حقیقت یہ ہے کہ:

- حرام سے مکمل اجتناب کیا جائے
- حرام کے قریب لے جانے والی چیزوں سے بھی دور رہا جائے
- مشتبہ امور سے بچا جائے
- لوگوں کے مال و اسباب کی لالچ نہ رکھی جائے

تربیتی خلاصہ

- کبر دل کی بیماری ہے
- خُیلاء اسی بیماری کا ظاہری اظہار ہے
- قناعت اور زہد کبر کا سب سے مؤثر علاج ہیں
- طالبِ علم کے لیے تواضع، سادگی اور بے نیازی لازم ہے

القَنَاعَةُ (قناعت)

﴿ رِضَا الإِنْسَانِ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَهُ ﴾

قناعت یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تقسیم پر دل سے راضی ہو۔

مشہور قول: «القَنَاعَةُ كَنْزٌ لَا يَفْنَى»

قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

(اطمینان، رضامندی – Satisfaction)

الزَّهَادَةُ (زُہد):

﴿ التَّخَلِّي عَنْ كُلِّ الشَّهَوَاتِ، وَتَرْكُ مَا لَا يَنْفَعُ فِي الآخِرَةِ، وَاسْتِصْغَارُ الدُّنْيَا وَاحْتِقَارُهَا ﴾

زُہد سے مراد یہ ہے کہ:

- دل کو نفسانی خواہشات سے خالی کیا جائے
- ان چیزوں کو چھوڑ دیا جائے جو آخرت میں نفع نہ دیں
- دنیا کو اصل مقصد نہ سمجھا جائے بلکہ اسے حقیر اور عارضی جانا جائے

(بے رغبتی، کنارہ کشی، بے تعلّقی)

یعنی دنیا ہاتھ میں ہو، دل میں نہ ہو۔

حدیث: حسنِ اسلام کی علامت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

«مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ»

جامع الترمذي: 2317 , سنن ابن ماجه: 3976 (حديث حسن)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"آدمی کے اسلام کے اچھا ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ ان باتوں کو چھوڑ دے جو اس سے متعلق نہیں۔"

الوَرَعُ:

(پرہیزگاری، احتیاط)

قَالَ ابْنُ القَيِّمِ رَحِمَهُ اللّٰهُ: (691–751ھ)

«هُوَ تَرْكُ مَا يُخْشَى ضَرَرُهُ فِي الآخِرَةِ» (الفوائد: ص 81)

ورع یہ ہے کہ آدمی ہر اس چیز کو چھوڑ دے جس سے آخرت میں نقصان کا اندیشہ ہو۔

قَالَ الجُرْجَانِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ: (400–471ھ)

«هُوَ اجْتِنَابُ الشُّبُهَاتِ خَوْفًا مِنَ الوُقُوعِ فِي المُحَرَّمَاتِ»

ورع یہ ہے کہ مشتبہ چیزوں سے اس خوف سے بچا جائے کہ کہیں حرام میں نہ پڑ جائے۔

(التعریفات: ص 252)

حدیثِ مشتبہات (جامع اصولی حدیث)

عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:

«الحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ،

فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ،

وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ،

أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمُهُ،

أَلَا وَإِنَّ فِي الجَسَدِ مُضْغَةً، إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ،

وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ القَلْبُ»

صحيح البخاري: حديث 52 ، صحيح مسلم: حديث 1599

حلال واضح ہے، حرام واضح ہے، اور ان کے درمیان مشتبہ امور ہیں۔

جو مشتبہات سے بچا، اس نے اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لیا،

اور جو ان میں پڑ گیا، وہ حرام کے قریب جا پہنچا۔

اور خبردار! جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، اگر وہ درست ہو تو پورا جسم درست، اور اگر وہ بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے — وہ دل ہے۔

8) جُنَّةُ طَالِبِ العِلْمِ:

(طالبِ علم کی ڈھال)

«لَا أَدْرِي» — عالِم کی حفاظت

جُنَّةُ العَالِمِ: قَوْلُهُ «لَا أَدْرِي» وَيَهْتِكُ حِجَابَهُ الِاسْتِنْكَافُ عَنْهَا

عالم (اور طالبِ علم) کی سب سے مضبوط ڈھال یہ ہے کہ وہ "مجھے نہیں معلوم" کہنے سے نہ شرمائے۔ اور اس کی علمی حفاظت اس وقت چاک ہو جاتی ہے جب وہ لا ادری کہنے سے جھجکنے لگے۔

علمی قاعدہ:

﴿ فَإِنَّ نِصْفَ العِلْمِ: «لَا أَدْرِي» ، وَنِصْفَ الجَهْلِ: أَنْ تَقُولَ مَا لَا تَعْلَمُ ﴾

علم کا آدھا حصہ "مجھے معلوم نہیں" کہنا ہے

اور جہالت کا آدھا حصہ یہ ہے کہ آدمی بغیر علم کے بولے

احتیاطی الفاظ:

(يُقَالُ)، (أَظُنُّ)

طالبِ علم کو چاہیے کہ قطعی بات کے بجائے:

- کہا جاتا ہے
- میرا گمان ہے

جیسے الفاظ استعمال کرے، جب دلیل قطعی نہ ہو۔ (شرح حلية طالب العلم — ص 225)

🚫 الْفَتْوَى بِغَيْرِ عِلْمٍ:

(بغیر علم کے فتویٰ دینا)

الإِفْتَاءُ بِغَيْرِ عِلْمٍ حَرَامٌ

لِأَنَّهُ يَتَضَمَّنُ الكَذِبَ عَلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ﷺ،

وَيَتَضَمَّنُ إِضْلَالَ النَّاسِ، وَهُوَ مِنَ الكَبَائِرِ

بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے، کیونکہ اس میں:

- اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھنا
- لوگوں کو گمراہ کرنا
- اور کبیرہ گناہ کا ارتکاب

سب شامل ہیں۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَالإِثْمَ وَالبَغْيَ بِغَيْرِ الحَقِّ، وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا، وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾

(سورة الأعراف: 33)

اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا، ان میں سب سے آخر میں یہ فرمایا:

"اللہ کے ذمے وہ بات کہنا جو تم نہیں جانتے"

یعنی بغیر علم کے دینی بات کہنا انتہائی سنگین جرم ہے۔

---

9) الوَسطِيَّةُ وعَدمُ الغُلُوِّ:

(اعتدال اور غلو سے بچنا)

شریعت کا بنیادی مزاج:

الشَّرِيعَةُ الإِسْلَامِيَّةُ جَاءَتْ بِالْوَسَطِيَّةِ

بَيْنَ الغُلُوِّ وَالجَفَاءِ، وَبَيْنَ الإِفْرَاطِ وَالتَّفْرِيطِ

اسلامی شریعت کا مزاج اعتدال ہے:

- نہ حد سے زیادہ سختی (غلو)
- نہ بے پروائی و کوتاہی (تفریط)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى:

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾

اور اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی (معتدل) امت بنایا، تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو، اور رسول تم پر گواہ ہوں۔

(سورة البقرة: 143)

معنیٰ وسطیت و اعتدال:

«القَصْدُ المَصُونُ عَنِ الإِفْرَاطِ وَالتَّفْرِيطِ»

«التَّوَسُّطُ بَيْنَ الإِفْرَاطِ وَالتَّفْرِيطِ»

وسطیت کا مطلب ہے:

ایسا اعتدال جو افراط و تفریط دونوں سے محفوظ ہو

دین کو نہ سخت بنا دینا، نہ ہلکا کر دینا

🚫 النَّهْيُ عَنِ الغُلُوِّ فِي الدِّين:

(دین میں غلو سے ممانعت)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى:

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ، وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ﴾

اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو، اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو۔

(سورة النساء: 171)

توضیح:

یہ آیت اگرچہ اہلِ کتاب کے بارے میں نازل ہوئی،

لیکن حکم عام ہے، اور امتِ محمدیہ کو بھی غلو سے سختی سے روکتا ہے۔

حدیث: غلو کی ہلاکت خیزی

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

«إِيَّاكُمْ وَالغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الغُلُوُّ فِي الدِّينِ»

(مسند أحمد: 1851 ، سنن النسائي: 3057)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دین میں غلو سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین ہی میں غلو نے ہلاک کیا۔"

10) رَحَابَةُ الصَّدْرِ فِي مَسَائِلِ الخِلَافِ:

(اختلافی مسائل میں وسعتِ قلب)

طالبِ علم کے لیے یہ باب نہایت اہم ہے، اور اس میں چند بنیادی اُصولوں کو سمجھنا اور ملحوظ رکھنا لازم ہے:

١) الخِلَافُ سُنَّةٌ كَوْنِيَّةٌ وَاقِعَةٌ:

(اختلاف ایک طبعی اور فطری حقیقت ہے)

اختلاف کے اسباب:

1 الإِخْتِلَافُ فِي صِحَّةِ النَّصِّ أَوْ فَهْمِهِ:

کبھی نص کی صحت میں اختلاف ہوتا ہے، اور کبھی صحیح نص کے فہم میں۔

2 الإِخْتِلَافُ فِي دَلَالَةِ الأَلْفَاظِ:

الفاظ کے عموم، خصوص، اطلاق یا تقیید میں اختلاف۔

3 الإِخْتِلَافُ فِي الأَدِلَّةِ الاِجْتِهَادِيَّةِ:

جیسے: قیاس, قولِ صحابی, سدِّ ذرائع, استصحاب وغیرہ

یہ سب اختلاف کے معتبر اسباب ہیں۔

٢) لَا إِنْكَارَ فِي مَسَائِلِ الاِجْتِهَادِ:

(اجتہادی مسائل میں نکیر نہیں)

توضیح:

جن مسائل میں اجتہاد کی گنجائش ہو

اور جن میں سلف کے معتبر اقوال موجود ہوں

ان میں:

کسی کو بدعتی، فاسق یا گمراہ کہنا درست نہیں

ہاں! علمی ترجیح دلیل کے ساتھ بیان کی جاسکتی ہے

(٣) أَلَّا يَتَصَدَّرَ لِلْفُتْوَى وَلَا يَتَجَرَّأَ عَلَيْهَا:

(فتویٰ میں جلد بازی سے بچنا)

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْأَزْدِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ:

«إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيُفْتِي فِي الْمَسْأَلَةِ، لَوْ وُرِدَتْ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَجَمَعَ لَهَا أَهْلَ بَدْرٍ»

(مدخل إلى العلوم الشرعية — ص 24)

بعض لوگ ایسے ہیں کہ ایک مسئلے میں فتویٰ دے دیتے ہیں،

جبکہ اگر وہی مسئلہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوتا

تو وہ اس کے لیے اہلِ بدر کو جمع کرتے۔

(٤) لَا يَنْبَغِي لِطَالِبِ الْعِلْمِ أَنْ يَحْمِلَ النَّاسَ عَلَى رَأْيِهِ:

(طالبِ علم لوگوں کو اپنے رائے پر مجبور نہ کرے)

قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللَّهُ

فِي رِوَايَةِ الْمَرْوَذِيِّ: «لَا يَنْبَغِي لِلْفَقِيهِ أَنْ يَحْمِلَ النَّاسَ عَلَى مَذْهَبِهِ، وَلَا يُشَدِّدَ عَلَيْهِمْ»

(الآداب الشرعية لابن مفلح جلد 1، ص 166)

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فقیہ کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ لوگوں کو اپنے مذہب پر مجبور کرے، اور نہ ہی ان پر سختی کرے۔"

منہجِ سلف کا سنہرا أصول:

«قَوْلِي صَوَابٌ يَحْتَمِلُ الخَطَأَ، وَقَوْلُ غَيْرِي خَطَأٌ يَحْتَمِلُ الصَّوَابَ»

(الأشباه والنظائر — ابن نجیم ص 330)

یہ سلفِ صالحین کا علمی و اخلاقی منہج تھا کہ:

اپنی رائے کو قطعی حق نہیں سمجھتے تھے

اور مخالف کی بات کو مکمل باطل قرار نہیں دیتے تھے

(۵) أَلَّا يُرَتَّبَ عَلَى الخِلَافِ تَكْفِيرٌ وَلَا تَبْدِيعٌ وَلَا تَضْلِيلٌ:

(اختلاف کی بنیاد پر تکفیر، تبدیع یا تضلیل نہ کی جائے)

أصولی قاعدة:

﴿ فَالمُجْتَهِدُ فِي العِلْمِ لَا يُكَفَّرُ، وَلَا يُبَدَّعُ، وَلَا يُضَلَّلُ،

لِأَنَّهُ دَائِرٌ بَيْنَ الأَجْرِ وَالأَجْرَيْنِ ﴾

جو شخص علم کے ساتھ اجتہاد کرے:

- اسے کافر، بدعتی یا گمراہ نہیں کہا جا سکتا
- کیونکہ وہ دو حال سے خالی نہیں:
- درست ہو تو دو اجر
- غلط ہو تو ایک اجر

حدیثِ اجتہاد:

عَنْ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

«إِذَا حَكَمَ الحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ»

(صحیح البخاری: حدیث 7352)

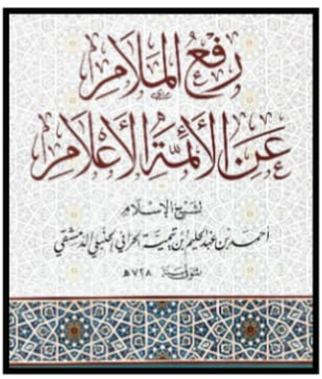
(٦) أَعْذَارُ الأَئِمَّةِ وَالعُلَمَاءِ المُجْتَهِدِينَ:

(ائمہ و مجتہد علماء کے لیے عذر کو قبول کرنا)

امت پر ایک عظیم ذمہ داری

یہ بات امتِ مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ:

- اپنے ائمہ و علماء کی توقیر کرے
- ان کی لغزشوں میں عذر تلاش کرے
- کیونکہ وہ ورثۃ الانبیاء ہیں



امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عظیم تصنیف اسی اصول کی توضیح کے لیے

شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ نے نہایت نفیس کتاب تصنیف فرمائی:

«رَفْعُ المَلَامِ عَنِ الأَئِمَّةِ الأَعْلَامِ»

وَمِنْ هَذِهِ الأَعْذَارِ:

(ائمہ و مجتہدین کے عذر کی وجوہات)

(١) أَنْ يَكُونَ الحَدِيثُ لَمْ يَبْلُغْهُ: (حدیث ان تک نہ پہنچی ہو)

کسی امام یا مجتہد تک وہ حدیث پہنچی ہی نہ ہو جس کی بنیاد پر بعد میں کسی اور نے حکم قائم کیا۔

(٢) أَوْ أَنْ يَكُونَ الحَدِيثُ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَهُ: (حدیث ان کے نزدیک ثابت نہ ہو)

حدیث موجود ہو، مگر اس کی سند امام کے نزدیک صحیح یا قابلِ حجت نہ ہو۔

(٣) أَوْ أَنْ يَكُونَ قَدْ نَسِيَ الحَدِيثَ: (حدیث بھول جانا)

یہ بھی ممکن ہے کہ حدیث معلوم ہو، مگر بشری تقاضے کے تحت نسیان لاحق ہو گیا ہو۔

(٤) **وَمِنْهَا عَدَمُ مَعْرِفَتِهِ بِدَلَالَةِ الحَدِيثِ:** (حدیث کے مفہوم یا دلالت کو نہ سمجھ پانا)

حدیث تو معلوم ہو، مگر: اس کا عموم و خصوص ، ناسخ و منسوخ یا تطبیقی پہلو واضح نہ ہو، جس کی بنا پر اجتہاد مختلف ہو گیا ہو۔

وَإِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الأَعْذَارِ ....

(اور اس کے علاوہ بھی بہت سے معتبر عذر ہوتے ہیں)

یہی وجہ ہے کہ سلف نے ائمہ کی خطاؤں پر سخت گرفت سے منع فرمایا۔

(٧) التِزَامُ الأَدَبِ فِي الخِلَافِ:

﴿مَعَ العُلَمَاءِ وَمَنْ لَهُ قَدَمٌ فِي الإِسْلَامِ﴾

(علماء اور اہلِ سابقہ کے ساتھ اختلاف میں ادب)

ادبِ اختلاف کا أصول:

﴿ وَذَلِكَ يَكُونُ بِعَدَمِ تَجْرِيحِهِمْ، وَلَا الطَّعْنِ فِيهِمْ، وَذِكْرِهِمْ بِالحَسَنِ وَالجَمِيلِ، وَإِنْ خَالَفُوا الصَّوَابَ، وَاخْتِيرَ خِلَافُ قَوْلِهِمْ ﴾

علماء کے ساتھ اختلاف اس طرح کیا جائے کہ:

- ان کی توہین یا کردار کشی نہ ہو
- ان پر طعن و تشنیع نہ کی جائے
- ان کا ذکر ہمیشہ اچھے اور شایستہ الفاظ میں کیا جائے
- چاہے ان کی رائے کو درست نہ مانا جائے

■ یہی اہلِ سنت کا منہج ہے۔

سلف کا سخت تنبیہی قول:

«لُحُومُ العُلَمَاءِ مَسْمُومَةٌ، وَعَادَةُ اللَّهِ فِي هَتْكِ أَسْتَارِ مُنْتَقِصِيهِمْ مَعْلُومَةٌ»

علماء کا گوشت زہریلا ہے،

اور جو ان کی بے قدری کرتا ہے،

اللہ کی سنت ہے کہ اس کی پردہ دری کر دیتا ہے۔

توضیح:

علماء کی عزت دین کی حفاظت ہے

اور ان کی تحقیر اکثر انسان کو علمی و اخلاقی تباہی تک لے جاتی ہے

النَّوْعُ الثَّانِي

﴿آدَابُ طَالِبِ العِلْمِ مَعَ شَيْخِهِ﴾

(طالبِ علم کے اپنے استاد کے ساتھ آداب)

مَكَانَةُ الشَّيْخِ وَالمُعَلِّمِ

﴿الشَّيْخُ أَوِ المُعَلِّمُ لَهُ حَقٌّ عَظِيمٌ عَلَى تَلَامِيذِهِ،

فَلَهُ فَضْلٌ كَبِيرٌ — بَعْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ —

وَمِنْ هُنَا كَانَ الوَاجِبُ رِعَايَةَ حَقِّ المُعَلِّمِ

بِتَعْظِيمِهِ وَتَبْجِيلِهِ، وَمُرَاعَاةِ حُقُوقِهِ﴾

استاد یا شیخ کا اپنے شاگردوں پر عظیم حق ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بعد اگر کسی کا احسان سب سے بڑا ہے تو وہ معلم کا ہے،

اسی لیے طالبِ علم پر لازم ہے کہ:

- استاد کی تعظیم و توقیر کرے
- اس کے حقوق کا پورا خیال رکھے
- ظاہراً اور باطناً ادب کو لازم پکڑے

قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:

«أَنَا عَبْدُ مَنْ عَلَّمَنِي حَرْفًا وَاحِدًا، إِنْ شَاءَ بَاعَ، وَإِنْ شَاءَ اسْتَرَقَّ»

(تعليم المتعلم طريق التعلم — ص 25)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا، میں اس کا غلام ہوں،
چاہے وہ مجھے بیچ دے یا غلام بنا لے"

توضیح:

یہ قول غلامیِ حقیقی کے معنی میں نہیں،
بلکہ استاد کے احسان، حق اور عظمت کے اعتراف میں ہے۔

وَمِنْ تَوْقِيرِ الْمُعَلِّمِ:

(استاد کی تعظیم کی صورتیں)

طالبِ علم کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے استاد کے ساتھ درج ذیل آداب کا اہتمام کرے:

① **أَلَّا يَمْشِيَ أَمَامَهُ** استاد کے آگے آگے نہ چلے۔

② **وَلَا يَجْلِسَ فِي مَكَانِهِ** استاد کی مخصوص جگہ پر نہ بیٹھے۔

③ **وَلَا يَبْتَدِئَ بِالْكَلَامِ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ** استاد کی اجازت کے بغیر گفتگو کا آغاز نہ کرے۔

④ **وَلَا يُكْثِرَ الْكَلَامَ عِنْدَهُ** اس کے پاس بیٹھ کر بے جا اور زیادہ باتیں نہ کرے۔

⑤ **وَلَا يَسْأَلَ شَيْئًا عِنْدَ مَلَالَتِهِ** جب استاد تھکاوٹ یا بیزاری میں ہو تو سوال نہ کرے۔

⑥ **وَيُرَاعِيَ الْوَقْتَ** استاد کے وقت کا خاص خیال رکھے۔

⑦ **وَلَا يَدُقَّ البَابَ** دروازہ زور سے نہ کھٹکھٹائے،

⑧ **بَلْ يَصْبِرُ حَتَّى يَخْرُجَ الأُسْتَاذُ** بلکہ صبر کرے، یہاں تک کہ استاد خود باہر تشریف لائیں۔

(تعليم المتعلم طريق التعلم — ص 26)

وَمِنْ رَوَائِعِ الأَدَبِ مَعَ المُعَلِّمِ:

(استاد کے ساتھ اعلیٰ درجے کے آداب میں سے)

۱) **الأَدَبُ فِي مُخَاطَبَتِهِ:** (استاد سے خطاب میں ادب)

ادبِ خطاب کی حقیقت:

إِنَّ مِنَ التَّوْقِيرِ الجَمِيلِ، وَالأَدَبِ الرَّفِيعِ، أَنْ يُرَاعِيَ الطَّالِبُ الأَدَبَ فِي خِطَابِهِ لِشَيْخِهِ وَمُعَلِّمِهِ؛ فَلَا يُنَادِيهِ بِاسْمِهِ المُجَرَّدِ، بَلْ يُخَاطِبُهُ بِخِطَابِ التَّوْقِيرِ وَالتَّقْدِيرِ وَالِاحْتِرَامِ، فَيَقُولُ: يَا شَيْخَنَا، أَوْ يَا شَيْخِي...

استاد کے ساتھ بہترین ادب یہ ہے کہ طالبِ علم:

- استاد کو صرف نام لے کر نہ پکارے
- بلکہ احترام اور توقیر کے ساتھ خطاب کرے
- جیسے: یا شیخنا، یا شیخی، استادِ محترم

یہ محض الفاظ نہیں بلکہ دل کے ادب کا اظہار ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى:

﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾

(سورة النور: 63)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"رسول کو پکارنا آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے جیسا نہ بناؤ۔"

آیت کی دلالت (علمی توضیح)

وَفِي هَذِهِ الْآيَةِ بَيَانُ تَوْقِيرِ مُعَلِّمِ الْخَيْرِ؛ لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ مُعَلِّمَ الْخَيْرِ، فَأَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِتَوْقِيرِهِ وَتَعْظِيمِهِ، وَفِيهَا مَعْرِفَةُ حَقِّ الْأُسْتَاذِ، وَمَعْرِفَةُ أَهْلِ الْفَضْلِ.

اس آیت میں معلمِ خیر کی تعظیم کا بیان ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سب سے بڑے معلمِ خیر تھے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی تعظیم اور توقیر کا حکم دیا۔

(بحر العلوم (۲ / ۵۲۷)

اسی سے:

- استاد کے حق کی معرفت حاصل ہوتی ہے
- اور اہلِ فضل کی پہچان معلوم ہوتی ہے

فقہی نکتہ:

وَالنَّهْيُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ: ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ عَلَىٰ سَبِيلِ التَّحْرِيمِ فِي حَقِّ النَّبِيِّ ﷺ، وَعَلَىٰ سَبِيلِ خِلَافِ الْأَوْلَىٰ فِي حَقِّ غَيْرِهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَسَائِرِ الْمُعَلِّمِينَ.

نبی ﷺ کے حق میں یہ ممانعت تحریم کے درجے میں ہے

جبکہ نبی ﷺ کے علاوہ علماء اور اساتذہ کے حق میں

یہ خلافِ اولیٰ ہے (یعنی ادب کے خلاف، اگرچہ حرام نہیں)

(٢) الأَدَبُ فِي السُّؤَالِ: (سوال کرنے میں ادب)

سُؤَالُ طَالِبِ الْعِلْمِ شَيْخَهُ يَنْبَغِي أَنْ يُرَاعِيَ فِيهِ مَا يَلِي:

طالبِ علم جب اپنے شیخ یا استاد سے سوال کرے تو اسے درج ذیل آداب کا خاص طور پر لحاظ رکھنا چاہیے:

(١) الدُّعَاءُ لِلشَّيْخِ عِنْدَ السُّؤَالِ:

(سوال کے وقت شیخ کے لیے دعا کرنا)

كَأَنْ يَقُولَ: مَا تَقُولُ – عَفَا اللَّهُ عَنْكَ –؟

گویا وہ یوں کہتا ہے:

"آپ کیا کہتے ہیں—اللہ آپ کو معاف فرمائے؟"

أَوْ: رَحِمَكَ اللَّهُ،

یا: "اللہ آپ پر رحم فرمائے،"

أَوْ: وَفَّقَكَ اللَّهُ،

یا: "اللہ آپ کو توفیق عطا فرمائے،"

أَوْ: أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ؟

یا: "اللہ آپ کے ساتھ اچھا سلوک فرمائے / آپ پر احسان فرمائے۔"

طالبِ علم کو چاہیے کہ سوال کے آغاز میں اپنے استاد کے لیے دعا کے الفاظ استعمال کرے، کیونکہ:

(الفقيه والمتفقه للخطيب البغدادي (٢ / ٣٨٣)

- یہ تعظیم و توقیر کی علامت ہے
- اور دلوں میں قبولیت اور برکت کا سبب بنتا ہے

یہی سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے۔

(٢) حُسْنُ السُّؤَالِ وَالتَّلَطُّفُ فِيهِ:

(سوال میں حسنِ اسلوب اور نرمی)

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ (۳۲ھ – ۱۱۰ھ) رَحِمَهُ اللَّهُ:

«كَانُوا يَرَوْنَ حُسْنَ السُّؤَالِ يَزِيدُ فِي عَقْلِ الرَّجُلِ»

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اچھا سوال انسان کی عقل میں اضافہ کرتا ہے۔"

(أخرجه ابن أبي الدنيا في كتاب العقل وفضله ص (٥٤) رقم (٦٦)

یعنی سوال صرف معلومات نہیں دیتا، بلکہ سوال کا طریقہ بھی عقل و فہم کی علامت ہوتا ہے۔

قَالَ الإِمَامُ النَّوَوِيُّ (٦٣١ھ – ٦٧٦ھ) رَحِمَهُ اللَّهُ

فِي بَيَانِ آدَابِ الطَّالِبِ مَعَ شَيْخِهِ:

«وَيَتَلَطَّفُ فِي سُؤَالِهِ، وَيُحْسِنُ خِطَابَهُ»

(المجموع شرح المهذب (١/ ٣٧)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"طالبِ علم اپنے سوال میں نرمی اختیار کرے، اور اپنے خطاب کو خوبصورت بنائے۔"

(۳) عَدَمُ الإِلْحَاحِ فِي السُّؤَالِ

(سوال میں اصرار اور ضد سے بچنا)

«لَا يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ، إِلَّا أَنْ يَعْلَمَ مِنْ حَالِهِ أَنَّهُ لَا يَكْرَهُ ذَلِكَ، وَلَا يُلِحُّ فِي السُّؤَالِ إِلْحَاحًا مُضْجِرًا، وَيَغْتَنِمُ سُؤَالَهُ عِنْدَ طِيبِ نَفْسِهِ وَفَرَاغِهِ، وَيَتَلَطَّفُ فِي سُؤَالِهِ، وَيُحْسِنُ خِطَابَهُ»

(المجموع شرح المهذب (١/ ٣٧)

طالبِ علم کو چاہیے کہ:

- استاد سے غیر مناسب وقت میں سوال نہ کرے

- بار بار اور اکتاہٹ پیدا کرنے والا اصرار نہ کرے
- سوال کا وقت وہ چنے جب استاد فارغ اور خوش دلی میں ہوں
- سوال میں نرمی، ادب اور حسنِ خطاب اختیار کرے

٤) اغْتِنَامُ الْوَقْتِ الْمُنَاسِبِ لِلسُّؤَالِ:

(سوال کے لیے مناسب وقت کا انتخاب)

وَذٰلِكَ بِأَنْ يَتَلَمَّسَ أَطْيَبَ الأَوْقَاتِ لِسُؤَالِ شَيْخِهِ، فَلَا يَسْأَلُهُ فِي حَالِ ضَجَرٍ أَوْ مَلَلٍ أَوْ غَضَبٍ؛ لِئَلَّا يَقَعَ الْجَوَابُ عَلَىٰ خِلَافِ الْمَقْصُودِ مَعَ تَشْوِيشِ الذِّهْنِ، وَأَقَلُّ الأَحْوَالِ أَنْ يَقَعَ الْجَوَابُ نَاقِصًا. (الفتاوى السعدية ص (١٠٢)

طالبِ علم کو چاہیے کہ:

- سوال کے لیے بہترین اور موزوں وقت تلاش کرے
- استاد سے غصہ، اکتاہٹ یا تھکن کی حالت میں سوال نہ کرے

کیونکہ اس وقت:

- ○ ذہن منتشر ہوتا ہے
- ○ جواب مقصود کے خلاف ہو سکتا ہے
- ○ یا کم از کم نامکمل جواب ملتا ہے

قَالَ الإِمَامُ النَّوَوِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ:

«وَيَغْتَنِمُ سُؤَالَهُ عِنْدَ طِيبِ نَفْسِهِ وَفَرَاغِهِ» (المجموع شرح المهذب (١/ ٣٧)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"طالبِ علم سوال اس وقت کرے جب استاد خوش دلی اور فراغت میں ہوں۔"

(٥) لا يَستَحيِي مِنَ السُّؤَالِ عَمَّا أَشْكَلَ عَلَيهِ:

(جس بات میں اشکال ہو اس کے پوچھنے میں حیا نہ کرے)

قَالَ مُجَاهِدُ بْنُ جَبْرٍ (٢١هـ – ١٠٤هـ) رَحِمَهُ اللّٰهُ:

«لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْيٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٌ»

(أخرجه البخاري تعليقًا (١/ ٣٨)

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"نہ شرمانے والا علم سیکھتا ہے، اور نہ تکبر کرنے والا۔"

وضاحت:

بے جا حیا علم کے راستے میں رکاوٹ ہے

اور تکبر علم کے دروازے بند کر دیتا ہے

علم وہی پاتا ہے جو اشکال کو چھپاتا نہیں بلکہ ادب کے ساتھ پوچھتا ہے

---

(٣) احتِرَامُ الشَّيخِ: (استاد کا احترام)

وَهٰذَا مِنَ الأَدَبِ الَّذِي يَلْزَمُ طَالِبَ الْعِلْمِ أَنْ يَسْلُكَهُ؛ فَلَا يُمَارِيَ شَيْخَهُ، وَلَا يُؤْذِيهِ، وَلَا يَتَعَنَّتَ مَعَهُ فِي الْحِوَارِ وَالسُّؤَالِ؛ فَقَدْ يُحْرَمُ الطَّالِبُ الْفَائِدَةَ بِشُؤْمِ سُوءِ تَعَامُلِهِ مَعَ شَيْخِهِ، وَمَا أَغْضَبَ أَحَدٌ أُسْتَاذَهُ إِلَّا حُرِمَ عِلْمَهُ.

یہ اُن آداب میں سے ہے جنہیں طالبِ علم کے لیے لازم ہے کہ وہ اختیار کرے؛

پس نہ وہ اپنے شیخ سے جھگڑا کرے، نہ اسے اذیت دے،

اور نہ گفتگو اور سوال میں اس کے ساتھ ہٹ دھرمی اختیار کرے؛

کیونکہ بسا اوقات طالبِ علم اپنے شیخ کے ساتھ بدسلوکی کی نحوست کی وجہ سے فائدے سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

سلف کا منہج:

وَكَانَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يُعَلِّمُونَ تَلَامِيذَهُمْ، وَيُرَبُّونَهُمْ عَلَىٰ السُّؤَالِ عَمَّا يَنْفَعُ، وَتَرْكِ مَا لَا يَنْفَعُ.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

- اپنے شاگردوں کو علم بھی سکھاتے تھے
- اور ان کی تربیت بھی کرتے تھے کہ:
  - نفع بخش سوال کریں
  - اور بے فائدہ سوالات چھوڑ دیں

﴿إِنَّ الْمُعَلِّمَ وَالطَّبِيبَ كِلَاهُمَا

بے شک معلم اور طبیب دونوں ایک جیسے ہیں،

لَا يَنْصَحَانِ إِذَا هُمَا لَمْ يُكْرَمَا

اگر ان کی تعظیم نہ کی جائے تو وہ خیر خواہی نہیں کرتے۔

فَاصْبِرْ لِدَائِكَ إِنْ أَهَنْتَ طَبِيبَهُ

اگر تم نے اپنے طبیب کی بے ادبی کی ہے تو اپنی بیماری پر صبر کرو،

وَاصْبِرْ لِجَهْلِكَ إِنْ جَفَوْتَ مُعَلِّمَا﴾

اور اگر اپنے استاد سے جفا کی ہے تو اپنی جہالت پر صبر کرو۔

(تعلیم المتعلم ص ١٨)

مفہوم:

جس طرح جسمانی شفا طبیب کے احترام سے وابستہ ہے، اسی طرح روحانی و علمی شفا استاد کے ادب سے جڑی ہوئی ہے۔

اثرِ سلف: ادب سے محرومی = علم سے محرومی

قالُ الشَّعْبِيُّ رحمه اللّٰه (21ھ – 100ھ)

«كَانَ أَبُو سَلَمَةَ يُمَارِي ابْنَ عَبَّاسٍ، فَحُرِمَ بِذٰلِكَ عِلْمًا كَثِيرًا»

(جامع بيان العلم وفضله (1 / 521)

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابو سلمہ (تابعی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بحث و مناظرہ کیا کرتے تھے، چنانچہ اس سبب وہ بہت زیادہ علم سے محروم ہو گئے۔

❗ ابو سلمہ کا اعتراف اور ندامت

وَحُرِمَ الِاسْتِفَادَةَ مِنْهُ، وَقَدِ اعْتَرَفَ أَبُو سَلَمَةَ بِذٰلِكَ، وَنَدِمَ عَلَىٰ مَا كَانَ مِنْهُ، وَقَالَ فِي آخِرِ عُمْرِهِ:

«لَوْ رَفَقْتُ بِابْنِ عَبَّاسٍ لَأَصَبْتُ مِنْهُ عِلْمًا كَثِيرًا»

(سنن الدارمي (1 / 394) رقم (426) الجامع لأخلاق الراوي للخطيب البغدادي رقم (382)

ابو سلمہ نے خود اعتراف کیا، نادم ہوئے اور اپنی زندگی کے آخری حصے میں کہا:

اگر میں ابن عباس کے ساتھ نرمی اور ادب اختیار کرتا تو ان سے بہت سا علم حاصل کر لیتا۔

سبق:

استاد سے مراء، بحث بازی اور اپنی رائے پر اصرار علم کی برکت کو ختم کر دیتا ہے۔

آدابُ المُتَعَلّمِ مَعَ المُعَلّم

(طالبِ علم کے استاد کے ساتھ آداب)

ائمۂ فقہ و اخلاق کے مطابق طالبِ علم پر لازم ہے کہ:

1) أَنْ يَتَحَرَّى رِضَا الْمُعَلِّمِ وَ إِنْ خَالَفَ رَأْيَ نَفْسِهِ

استاد کی رضا کو ترجیح دے، اگرچہ اس کی ذاتی رائے کے خلاف ہو۔

2) وَلَا يَغْتَابَ عِنْدَهُ

استاد کے سامنے کسی کی غیبت نہ کرے۔

3) وَلَا يُفْشِيَ لَهُ سِرًّا

استاد کا راز افشا نہ کرے۔

4) وَأَنْ يَرُدَّ غِيبَتَهُ إِذَا سَمِعَهَا

اگر استاد کی غیبت سنے تو اس کا دفاع کرے۔

5) فَإِنْ عَجَزَ فَارَقَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسَ

اگر دفاع کی طاقت نہ ہو تو اس مجلس کو چھوڑ دے۔

6) وَأَلَّا يَدْخُلَ عَلَيْهِ بِغَيْرِ إِذْنٍ

بغیر اجازت استاد کے پاس داخل نہ ہو۔

7) وَ إِذَا دَخَلَ جَمَاعَةٌ قَدَّمُوا أَفْضَلَهُمْ وَأَسَنَّهُمْ

اگر جماعت حاضر ہو تو سب سے افضل اور عمر میں بڑے کو آگے کیا جائے۔

(المجموع شرح المهذب (1 / 36)

﴿صَبرُ طَالِبِ العِلمِ عَلَى شَيخِهِ﴾

(طالبِ علم کا اپنے استاد کے ساتھ صبر و حسنِ ظن)

اصل قاعدة

وَعَلَىٰ طَالِبِ الْعِلْمِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْتَفِيدَ مِنْ شَيْخِهِ وَيَحْصُلَ عَلَىٰ عِلْمِهِ
أَنْ يَصْبِرَ عَلَىٰ جَفَاءٍ يَصْدُرُ مِنْهُ، أَوْ سُوءِ خُلُقٍ،
وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَصُدَّهُ ذٰلِكَ عَنْ مُلَازَمَتِهِ وَالِاسْتِفَادَةِ مِنْ عِلْمِهِ،
وَعَلَيْهِ أَنْ يُحْسِنَ الظَّنَّ بِشَيْخِهِ.

طالبِ علم اگر اپنے استاد سے صحیح طور پر فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ:

- اگر استاد سے کبھی سختی، جفا یا بد خلقی ظاہر ہو جائے تو اس پر صبر کرے
- ایسی باتیں اسے استاد کی صحبت اور علم سے فائدہ اٹھانے سے روک نہ دیں
- بلکہ استاد کے بارے میں حسنِ ظن رکھے، بدگمانی نہ کرے

(یہی منہج سلف ہے، اور اسی سے علم میں برکت آتی ہے)

امام شافعی رحمہ اللہ کا عظیم تعلیمی منشور:

اصْبِرْ عَلَىٰ مُرِّ الْجَفَا مِنْ مُعَلِّمٍ
فَإِنَّ رُسُوبَ الْعِلْمِ فِي نَفَرَاتِهِ

اپنے استاد کی سختی کی تلخی پر صبر کر،
کیونکہ علم کی جڑیں اسی کی سختیوں میں مضبوط ہوتی ہیں۔

وَمَنْ لَمْ يَذُقْ مُرَّ التَّعَلُّمِ سَاعَةً
تَجَرَّعَ ذُلَّ الْجَهْلِ طُولَ حَيَاتِهِ

جو شخص سیکھنے کی ایک گھڑی کی تلخی بھی برداشت نہ کرے،
وہ ساری زندگی جہالت کی ذلت پیتا رہے گا۔

وَمَنْ فَاتَهُ التَّعْلِيمُ وَقْتَ شَبَابِهِ
فَكَبِّرْ عَلَيْهِ أَرْبَعًا لِوَفَاتِهِ

اور جس سے جوانی میں تعلیم چھوٹ گئی،
تو اس پر چار تکبیریں کہہ دو — گویا وہ مر چکا!

وَذَاتُ الْفَتَىٰ وَاللَّهِ بِالْعِلْمِ وَالتُّقَىٰ
إِذَا لَمْ يَكُونَا لَا اعْتِبَارَ لِذَاتِهِ

اللہ کی قسم! آدمی کی اصل قدر علم اور تقویٰ سے ہے،
اگر یہ دونوں نہ ہوں تو اس کی ذات کی کوئی حیثیت نہیں۔

(ديوان الإمام الشافعي رحمه الله)

اثرِ صحابی: عزت کا راستہ ذلت سے ہو کر جاتا ہے

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما:

﴿ ذَلَلْتُ طَالِبًا لِطَلَبِ الْعِلْمِ، فَعَزَزْتُ مَطْلُوبًا ﴾

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

(میں علم کے حصول کے لیے طالبِ علم بن کر عاجزی اختیار کرتا رہا (ذلیل نہیں بلکہ خود کو جھکایا)، تو (اللہ نے) مجھے ایسا بنا دیا کہ لوگ خود میرے پاس (علم کے لیے) آنے لگے۔)

(تذكرة السامع والمتكلم في أدب العالم والمتعلم)

٤) أَنْ يَنْسِبَ الْفَضْلَ إِلَى شَيْخِهِ:

(طالبِ علم کا علم کا فضل اپنے استاد کی طرف منسوب کرنا)

اثرِ محدثین: استاد اور شاگرد کے باہمی احسانات:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ (٢١٥هـ - ٢٩٤هـ) رَحِمَهُ اللَّهُ، قَالَ:

قَالَ أَبِي رَحِمَهُ اللَّهُ:

«قَلَّ لَيْلَةٌ إِلَّا وَأَنَا أَدْعُو لِمَنْ كَتَبَ عَنَّا، وَلِمَنْ كَتَبْنَا عَنْهُ»

محمد بن اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (امام اسحاق بن راہویہ) رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

شاید ہی کوئی رات گزرتی ہو کہ میں ان لوگوں کے لیے دعا نہ کرتا ہوں جنہوں نے ہم سے علم لیا، اور جن سے ہم نے علم لیا۔

(البيهقي، المدخل إلى السنن الكبرى ص (377) رقم (648)

قاعدۂ ادب:

﴿ أَنْ يَنْسِبَ الْفَضْلَ إِلَيْهِ ﴾

یعنی طالبِ علم اپنے علم، فہم اور ترقی کا فضل اپنے استاد کی طرف منسوب کرے۔

توضیح: یہ وہ ادب ہے جس سے:

- تکبر ٹوٹتا ہے
- علم میں برکت آتی ہے
- اور سلسلۂ علم محفوظ رہتا ہے

طالبِ علم پر لازم ہے کہ: ﴿ يَحْفَظَ مَعْرُوفَ شَيْخِهِ، وَيَعْتَرِفَ بِفَضْلِهِ عَلَيْهِ ﴾

وہ اپنے شیخ (استاد) کے احسان اور بھلائی کو محفوظ رکھے (یاد رکھے اور اس کی قدر کرے)،

اور اپنے اوپر اپنے استاد کے فضل و احسان کا کھلے طور پر اعتراف کرے۔

قَالَ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ (٨٥هـ - ١٦٠هـ) رَحِمَهُ اللّٰهُ:

«كُلُّ مَنْ كَتَبْتُ عَنْهُ حَدِيثًا فَأَنَا لَهُ عَبْدٌ»

امام شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے جس سے بھی ایک حدیث لکھی، میں اس کا غلام ہوں۔

(مسند ابن الجعد ص (20) رقم (12)

مطلب:

یہ حقیقی غلامی نہیں، بلکہ کمالِ ادب، اعترافِ احسان اور انکساری کی بلند ترین مثال ہے۔

امام عبد الرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ: علمی امانت داری کا عملی نمونہ

قال الشيخ عبد الرحمن بن ناصر السعدي (1307هـ - 1376هـ) رحمه الله:

فَهَذِهِ قَوَاعِدُ نَظَمْتُهَا

مِنْ كُتُبِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَدْ حَصَّلْتُهَا

یہ فقہی قواعد میں نے نظم کیے ہیں،

جو میں نے اہلِ علم کی کتابوں سے حاصل کیے ہیں۔

جَزَاهُمُ الْمَوْلَىٰ عَظِيمَ الأَجْرِ

وَالْعَفْوَ مَعْ غُفْرَانِهِ وَالْبِرِّ

اللہ انہیں عظیم اجر عطا فرمائے،

اور اپنی مغفرت، عفو اور احسان سے نوازے۔

النَّوْعُ الثَّالِثُ

﴿آدابُ طَالِبِ العِلْمِ مَعَ زُمَلَائِهِ﴾

(طالبِ علم کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ آداب)

هُنَاكَ بَعْضُ الآدَابِ يَنْبَغِي أَنْ يُرَاعِيَهَا طَالِبُ العِلْمِ مَعَ زُمَلَائِهِ وَ إِخْوَانِهِ، مِنْهَا:

طالبِ علم کے لیے اپنے ساتھیوں اور دینی بھائیوں کے ساتھ کچھ آداب ہیں جن کی رعایت کرنا ضروری ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں:

١) اجْتِنَابُ الحَسَدِ: (حسد سے بچنا)

الدَّلِيلُ مِنَ القُرْآنِ: قال الله تعالى:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ [سورة النساء: ٥٤]

کیا یہ لوگ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے؟

تفسيرٌ مُخْتَصَر:

يَذُمُّ اللَّهُ تَعَالَى فِي هٰذِهِ الآيَةِ الكَرِيمَةِ أَهْلَ الحَسَدِ الَّذِينَ يَعْتَرِضُونَ عَلَىٰ فَضْلِ اللَّهِ الَّذِي يَخْتَصُّ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ.

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ حسد کرنے والوں کی مذمت فرماتا ہے، جو اللہ کے اس فضل پر اعتراض کرتے ہیں جو وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔

علم، فہم، قبولیت اور عمل — یہ سب اللہ کا فضل ہیں، ان پر حسد کرنا درحقیقت اللہ کی تقسیم پر ناراضی ہے

قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله:

«وَقَدْ يُبْتَلَى بَعْضُ الْمُنْتَسِبِينَ إِلَى العِلْمِ وَغَيْرِهِمْ بِنَوْعٍ مِنَ الحَسَدِ لِمَنْ هَدَاهُ اللَّهُ بِعِلْمٍ نَافِعٍ أَوْ عَمَلٍ صَالِحٍ، وَهُوَ خُلُقٌ مَذْمُومٌ مُطْلَقًا، وَهُوَ فِي هٰذَا المَوْضِعِ مِنْ أَخْلَاقِ المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ» (اقتضاء الصراط المستقيم (١ / ٨٣)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بعض اوقات علم سے نسبت رکھنے والے اور دیگر لوگ بھی اس آزمائش میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ وہ اس شخص سے حسد کرنے لگتے ہیں جسے اللہ نے نفع بخش علم یا عملِ صالح کی توفیق دی ہو۔

یہ اخلاق مطلّقاً مذموم ہے، اور اس مقام پر یہ مغضوب علیہم (یعنی جن پر اللہ کا غضب ہوا) کے اخلاق میں سے ہے۔

قِدَمُ الشَّكْوَى مِنَ الحَسَدِ بَيْنَ أَهْلِ العِلْمِ:

(اہلِ علم کے درمیان حسد کی شکایت قدیم ہے)

وَقَدْ كَانَتِ الشَّكْوَى مِنْ حَسَدِ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ لِبَعْضٍ قَدِيمَةً، فَقَدْ حَسَدَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ العِلْمِ الإِمَامَ الشَّافِعِيَّ رَحِمَهُ اللَّهُ.

فَقَالَ الإِمَامُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللَّهُ، مُدَافِعًا عَنِ الشَّافِعِيِّ:

«وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُ إِلَّا خَيْرًا، وَلَا سَمِعْنَا إِلَّا خَيْرًا»

اہلِ علم کے بعض افراد کا ایک دوسرے سے حسد کرنا کوئی نئی بات نہیں، بلکہ یہ شکایت قدیم زمانے سے چلی آ رہی ہے۔

چنانچہ بعض اہلِ علم نے امام شافعی رحمہ اللہ سے حسد کیا۔

اس پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے امام شافعی کا دفاع کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ کی قسم! ہم نے ان سے ہمیشہ بھلائی ہی دیکھی ہے، اور بھلائی کے سوا کچھ سنا ہی نہیں۔" (أخرجه البيهقي في مناقب الشافعي (٢ / ٢٥٩)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بعض اوقات علم سے نسبت رکھنے والے اور دیگر لوگ بھی اس آزمائش میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ وہ اس شخص سے حسد کرنے لگتے ہیں جسے اللہ نے نفع بخش علم یا عملِ صالح کی توفیق دی ہو۔

یہ اخلاق مطلّقاً مذموم ہے، اور اس مقام پر یہ مغضوب علیہم (یعنی جن پر اللہ کا غضب ہوا) کے اخلاق میں سے ہے۔

(٢) أَنْ لَا يَبْخَلَ بِإِفَادَتِهِمْ وَمُعَاوَنَتِهِمْ:

(ساتھیوں کو فائدہ پہنچانے اور ان کی مدد میں بخل نہ کرے)

قال اللّٰہ تعالی:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

[سورة المائدة: ٢]

اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔

الشَّرْحُ (من تفسير السعدي - بتصرف يسير)

أَيْ: لِيُعِنْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا عَلَى الْبِرِّ، وَالْبِرُّ اسْمٌ جَامِعٌ لِكُلِّ مَا يُحِبُّهُ اللَّهُ وَيَرْضَاهُ، مِنَ الْأَعْمَالِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ، مِنْ حُقُوقِ اللَّهِ وَحُقُوقِ الْآدَمِيِّينَ.

فَكُلُّ خَصْلَةٍ مِنْ خِصَالِ الْخَيْرِ الْمَأْمُورِ بِفِعْلِهَا، أَوْ خَصْلَةٍ مِنْ خِصَالِ الشَّرِّ الْمَأْمُورِ بِتَرْكِهَا،

فَإِنَّ الْعَبْدَ مَأْمُورٌ أَنْ يَفْعَلَهَا بِنَفْسِهِ، وَأَنْ يُعَاوِنَ غَيْرَهُ مِنْ إِخْوَانِهِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهَا.

(تيسير الكريم الرحمن، ص (٢١٩) — بتصرف يسير)

یعنی تم میں سے ہر شخص دوسرے کی نیکی میں مدد کرے۔

بر (نیکی) ہر اس عمل کا جامع نام ہے جو اللہ کو محبوب اور پسندیدہ ہو—

خواہ وہ ظاہری اعمال ہوں یا باطنی،

خواہ حقوقُ اللہ ہوں یا حقوقُ العباد۔

پس ہر نیکی جس کا کرنا لازم ہے،

اور ہر برائی جس کا چھوڑنا لازم ہے،

ان دونوں میں انسان خود بھی عمل کرے اور اپنے مومن بھائیوں کی بھی مدد کرے۔

عن أنس رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال:

«لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ»

(رواه البخاري (١٣)، ومسلم (٤٥)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا

جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

(٣) مُذَاكَرَةُ العِلْمِ: (علم کا باہمی مذاکرہ کرنا)

علم کو محفوظ رکھنے، بڑھانے اور اس میں پختگی پیدا کرنے کا ایک عظیم ذریعہ علمی مذاکرہ ہے، یعنی:

- ساتھیوں کے ساتھ علم کا تکرار
- مسائل پر گفتگو
- دلائل کا تبادلہ
- اور ایک دوسرے کی تصحیح

قال الخليل بن أحمد رحمه الله: (المتوفى: ١٧٠ هـ)

«ذَاكِرْ بِعِلْمِكَ؛ تَذْكُرْ مَا عِنْدَكَ، وَتَسْتَفِدْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ»

(أخرجه الخطيب البغدادي في الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع(٢ / ٢٧٣) رقم (١٨٣٤)

اپنے علم کے ساتھ مذاکرہ کیا کرو؛

اس سے جو علم تمہارے پاس ہے وہ محفوظ بھی رہے گا،

اور جو تمہارے پاس نہیں ہے وہ بھی حاصل ہو جائے گا۔

وقد بوَّبَ الخطيب البغدادي رحمه الله في جامعه بابين في المذاكرة:

1. «بَابُ الْمُذَاكَرَةِ مَعَ الأَتْبَاعِ وَالأَصْحَابِ»

2. «بَابُ الْمُذَاكَرَةِ مَعَ الأَقْرَانِ وَالأَتْرَابِ»

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس سے واضح کیا کہ:

- علم کا مذاکرہ شاگردوں کے ساتھ بھی ہونا چاہیے
- اور ہم درجہ ساتھیوں کے ساتھ بھی

کیونکہ ہر طبقے کے ساتھ مذاکرہ علم کو مختلف زاویوں سے مضبوط کرتا ہے۔

قال مسلم البطين رحمه الله:

«رَأَيْتُ أَبَا يَحْيَى الأَعْرَجَ – وَكَانَ عَالِمًا بِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ – اجْتَمَعَ هُوَ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فِي مَسْجِدِ الكُوفَةِ، فَتَذَاكَرَا حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ»

میں نے ابو یحییٰ الاعرج کو دیکھا—جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی احادیث کے بڑے عالم تھے— وہ اور سعید بن جبیر مسجدِ کوفہ میں جمع ہوئے اور آپس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی احادیث کا مذاکرہ کیا۔

(أخرجه الخطيب البغدادي في الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع(٢ / ٢٧٣) رقم (١٨٣٤)

قال أبو مُسهر رحمه الله:

«سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ عَبْدِ العَزِيزِ يُعَاتِبُ أَصْحَابَ الأَوْزَاعِيِّ، فَقَالَ: مَالَكُمْ لَا تَجْتَمِعُونَ؟ مَالَكُمْ لَا تَتَذَاكَرُونَ؟!»

(أخرجه الخطيب البغدادي في الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع(٢ / ٢٧٣) رقم (١٨٣٤)

میں نے سعید بن عبدالعزیز کو امام اوزاعی رحمہ اللہ کے شاگردوں کو ڈانٹتے سنا، وہ کہہ رہے تھے: تم لوگ اکٹھے کیوں نہیں ہوتے؟
تم آپس میں علم کا مذاکرہ کیوں نہیں کرتے؟!

قال إبراهيم النخعي رحمه الله:

«إِنَّهُ لَيَطُولُ عَلَيَّ اللَّيْلُ، حَتَّىٰ أَلْقَى أَصْحَابِي فَأُذَاكِرَهُمْ»

(أخرجه البيهقي في المدخل إلى السنن الكبرى ص (٢٩٣) رقم (٤٣٤)

مجھ پر رات بہت طویل ہو جاتی ہے،

یہاں تک کہ میں اپنے ساتھیوں سے ملوں اور ان کے ساتھ علم کا مذاکرہ کروں۔

النَّوْعُ الرَّابِع

﴿آدَابُ طَالِبِ العِلْمِ مَعَ عَامَّةِ النَّاسِ﴾

(عام لوگوں کے ساتھ طالبِ علم کے آداب)

تمهيد:

هُنَالِكَ جُمْلَةٌ مِنَ الآدَابِ الَّتِي يَنْبَغِي لِطَالِبِ العِلْمِ أَنْ يَتَمَثَّلَهَا فِي تَعَامُلِهِ مَعَ النَّاسِ، وَهِيَ:

عام لوگوں کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے طالبِ علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ کئی اہم آداب کو اپنے اندر پیدا کرے، جن میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) **تَعْلِيمُهُمْ وَبَذْلُ النُّصْحِ لَهُمْ:** (لوگوں کو تعلیم دینا اور ان کے لیے خیر خواہی کرنا)

فَمَسْؤُولِيَّةُ طَالِبِ العِلْمِ أَمَامَ النَّاسِ مَسْؤُولِيَّةٌ كَبِيرَةٌ، وَلَا سِيَّمَا إِذَا كَانُوا أَهْلَهُ وَأَقَارِبَهُ وَعَشِيرَتَهُ.

لوگوں کے سامنے طالبِ علم کی ذمہ داری بہت بڑی ہوتی ہے، خاص طور پر جب وہ لوگ اس کے اہلِ خانہ، قریبی رشتہ دار اور خاندان کے افراد ہوں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ:

﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [الشُّعَرَاء: ٢١٤]

اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈراؤ۔

وَقَالَ سُبْحَانَهُ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾
[التَّحْرِيم: ٦]

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ:

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾ [التَّوْبَة: ١٢٢]

اور ممکن نہیں کہ مومن سب کے سب نکل جائیں، سو ان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ کیوں نہ نکلے، تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور تاکہ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں، جب ان کی طرف واپس جائیں، تاکہ وہ بچ جائیں۔

أَيْ:

لِيَتَعَلَّمُوا العِلْمَ الشَّرْعِيَّ، وَيَعْرِفُوا مَعَانِيَهُ، وَيَفْقَهُوا أَسْرَارَهُ، ثُمَّ يُعَلِّمُوا غَيْرَهُمْ، وَيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ.

یعنی یہ لوگ دین کا علم حاصل کریں،

اس کے معانی کو سمجھیں،

اس کے اسرار میں فقاہت پیدا کریں،

پھر دوسروں کو سکھائیں،

اور جب اپنی قوم کی طرف لوٹیں تو انہیں (اللہ کے احکام اور عذاب) سے آگاہ کریں، تاکہ لوگ گناہوں سے بچ جائیں۔

فضیلتِ علم اور اس کی نشر و اشاعت:

فَفِي هٰذَا فَضِيلَةُ العِلْمِ، وَخُصُوصًا الفِقْهُ فِي الدِّينِ، وَأَنَّهُ أَهَمُّ الأُمُورِ، وَأَنَّ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا فَعَلَيْهِ نَشْرُهُ وَبَثُّهُ فِي العِبَادِ، وَنَصِيحَتُهُمْ فِيهِ؛ فَإِنَّ انْتِشَارَ العِلْمِ عَنِ العَالِمِ مِنْ بَرَكَتِهِ وَأَجْرِهِ الَّذِي يُنَمِّي اللّٰهُ لَهُ. [تيسير الكريم الرحمن ص: ٣٥٥]

اس میں علم کی عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے،

اور بالخصوص دین میں فقہ (گہری سمجھ) کی اہمیت واضح کی گئی ہے،

اور یہ کہ فقہ فی الدین سب سے اہم امور میں سے ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ: جو شخص کوئی علم حاصل کرے،

تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے لوگوں میں پھیلائے، نشر کرے اور عام کرے، اور اسی علم کے ذریعے لوگوں کی خیر خواہی اور نصیحت کرے۔

کیونکہ عالم سے علم کا پھیلنا:

- اس کے لیے برکت کا سبب بنتا ہے
- اور اس کے اجر میں اضافہ کا ذریعہ بنتا ہے
- اور اللہ تعالیٰ اس کے اجر کو بڑھاتا رہتا ہے

(٢) أَنْ يُحَدِّثَ النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ: (لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق گفتگو کرنا)

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:

«مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُهُمْ، إِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةٌ»

[أخرجه مسلم في صحيحه صحيح مسلم (١/ ١١)]

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تم کسی قوم سے ایسی بات بیان نہ کرو جسے ان کی عقلیں نہ سمجھ سکیں، ورنہ وہ بات ان میں سے بعض کے لیے فتنہ بن جائے گی۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا فقہی باب:

وَقَدْ بَوَّبَ الإِمَامُ البُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَىٰ هٰذَا الأَثَرِ بِقَوْلِهِ:

«بَابُ مَنْ خَصَّ بِالعِلْمِ قَوْمًا دُونَ قَوْمٍ، كَرَاهِيَةَ أَنْ لَا يَفْهَمُوا»

(صحيح البخاري (١/ ٣٧)

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس اثر پر یوں باب قائم فرمایا ہے:

"باب: اس شخص کا بیان جو علم میں بعض لوگوں کو بعض کے مقابلے میں خاص کر دے، اس اندیشے سے کہ وہ (دوسرے لوگ) سمجھ نہ سکیں۔"

فقہی و تربیتی نکتہ:

- ہر علم ہر شخص کے لیے مناسب نہیں ہوتا
- داعی اور طالبِ علم پر لازم ہے کہ:
  - مخاطب کی عقلی سطح
  - علمی استعداد
  - اور فہم و شعور کو سامنے رکھ کر بات کرے
- ورنہ صحیح بات بھی فتنہ، انکار یا گمراہی کا سبب بن سکتی ہے

قَالَ الحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ الشَّافِعِيُّ (٧٧٣هـ - ٨٥٢هـ) رَحِمَهُ اللَّهُ:

«وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَىٰ أَنَّ المُتَشَابِهَ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُذْكَرَ عِنْدَ العَامَّةِ»

(فتح الباري (١/ ٢٢٥)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس (باب و آثار) میں اس بات کی دلیل ہے کہ

متشابہ امور کو عام لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے۔

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:

«حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ، أَتُحِبُّونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ؟»

(أخرجه البخاري في صحيحه صحيح البخاري (١/ ٣٧) رقم: ١٢٧)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لوگوں سے وہی بات کرو جو وہ سمجھ سکتے ہوں،

کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے؟

امام ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے تعلق سے فرماتے ہیں یعنی:

- جن مسائل کی حقیقت باریک ہو
- یا جن میں غلط فہمی، تاویلِ فاسد یا فتنہ کا اندیشہ ہو
- انہیں عوام کے سامنے بیان کرنا حکمت کے خلاف ہے

وَهٰذَا هُوَ مَنْهَجُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

(اور یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا منہج تھا)

فَهٰذَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

«حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وِعَاءَيْنِ؛ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا الآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُومُ»

(أخرجه البخاري في صحيحه صحيح البخاري (١/ ٣٥) رقم: ١٢٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو قسم کا علم محفوظ کیا: ایک تو وہ ہے جسے میں نے عام کر دیا، اور دوسرا وہ ہے کہ اگر میں اسے بیان کر دوں تو میری گردن کاٹ دی جائے۔

قال العلماء:

وَالْمُرَادُ:مَا يَقَعُ مِنَ الفِتَنِ وَنَحْوِهَا

علماء فرماتے ہیں کہ:

اس سے مراد فتنوں، حکام کے ظلم، آئندہ واقعات وغیرہ کی تفصیلات ہیں
جن کا بیان اس وقت فتنہ، فساد اور خونریزی کا سبب بن سکتا تھا
یہ علم چھپانا خیانت نہیں بلکہ حکمت اور مصلحت تھی۔

وَأَنْكَرَ الحَسَنُ رَحِمَهُ اللّٰهُ:

تَحْدِيثَ أَنَسٍ لِلْحَجَّاجِ بِقِصَّةِ العُرَنِيِّينَ؛ لِأَنَّهُ اتَّخَذَهَا وَسِيلَةً إِلَىٰ مَا كَانَ يَعْتَمِدُهُ مِنَ المُبَالَغَةِ فِي سَفْكِ الدِّمَاءِ بِتَأْوِيلِهِ الوَاهِي.

امام حسن بصری رحمہ اللہ نے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا حجاج کے سامنے حدیثِ عُرَنِیِّین بیان کرنا ناپسند کیا، کیونکہ:
حجاج نے اس حدیث کو اپنے ظلم، خونریزی اور سخت سزاؤں کے لیے کمزور تاویل کے ساتھ استعمال کیا

وَكَرِهَ أَبُو يُوسُفَ (صاحبُ أبي حنيفة) رحمه الله: تَحْدِيثَ النَّاسِ بِالغَرَائِبِ.

امام ابو یوسف رحمہ اللہ لوگوں کے سامنے غریب اور نادر باتیں بیان کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

وَكَرِهَ مَالِكٌ رحمه الله: تَحْدِيثَ العَوَامِّ بِأَحَادِيثِ الصِّفَاتِ.

امام مالک رحمہ اللہ عام لوگوں کے سامنے صفاتِ باری تعالیٰ سے متعلق احادیث بیان کرنے کو ناپسند کرتے تھے

(کیونکہ اس میں غلط فہمی اور تشبیہ کا اندیشہ تھا)۔

(فتح الباري لابن حجر (١/ ٢٢٥)

خلاصۂ اصول (Golden Principle)

ہر صحیح بات ہر شخص کے لیے مناسب نہیں متشابہ، دقیق اور فتنہ انگیز امور:

- صرف اہلِ علم
- یا مناسب موقع
- اور درست اسلوب میں بیان کیے جائیں

یہی: منہج صحابہ رضوان اللہ علیہم، طریقۂ سلف اور حکمتِ شریعت ہے

(۳) الرَّحْمَةُ بِهِمْ وَإِظْهَارُ الشَّفَقَةِ عَلَيْهِمْ: (لوگوں پر رحم کرنا اور ان کے ساتھ شفقت کا اظہار)

تمہید:

جَعَلَ اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ قُدْوَةَ الخَلْقِ فِي الرَّحْمَةِ وَالرَّأْفَةِ بِالْمُؤْمِنِينَ،

وَوَصَفَهُ رَبُّهُ بِقَوْلِهِ: ﴿حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مخلوق کے لیے رحم و شفقت میں کامل نمونہ بنایا،

اور اپنے نبی کی صفت یوں بیان فرمائی:

(وہ تم پر بہت شفیق ہیں، اور اہلِ ایمان پر نہایت مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔)

وَرَوَى جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

«مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ، لَا يَرْحَمْهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ»

جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتا۔

(أخرجه البخاري (٩ / ١١٥) رقم: ٧٣٧٦ ومسلم (٤ / ١٨٠٩) رقم: ٢٣١٩)

طالبِ علم کے لیے عملی ہدایات:

- فَارْحَمِ الجَاهِلَ بِعِلْمِكَ،
- وَالذَّلِيلَ بِجَاهِكَ،
- وَالْفَقِيرَ بِمَالِكَ،
- وَالْكَبِيرَ وَالصَّغِيرَ بِشَفَقَتِكَ وَرَأْفَتِكَ،
- وَالْعُصَاةَ بِدَعْوَتِكَ،
- وَالْبَهَائِمَ بِعَطْفِكَ. (شرح البخاري للسَّفِيرِي (٢ / ٥٠)

- ○ جاہل پر اپنے علم کے ذریعے رحم کرو
- ○ کمزور پر اپنے مقام و اثر کے ذریعے رحم کرو
- ○ محتاج پر اپنے مال کے ذریعے رحم کرو
- ○ بڑے اور چھوٹے پر دل کی شفقت اور نرمی سے پیش آؤ
- ○ گناہگاروں پر دعوت، نصیحت اور اصلاح کے ذریعے رحم کرو
- ○ حتیٰ کہ جانوروں پر بھی نرمی اور عطوفت اختیار کرو

- یہی طالبِ علم کا حقیقی اخلاق ہے۔

قاعدة كلية:

فَأَقْرَبُ النَّاسِ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ أَرْحَمُهُمْ بِخَلْقِهِ.

اللہ کی رحمت کے سب سے زیادہ قریب وہی لوگ ہیں

جو اس کی مخلوق پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہوں۔

قَالَ شَيْخُ الإِسْلَامِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ رَحِمَهُ اللَّهُ، وَاصِفًا أَهْلَ السُّنَّةِ:

«هُمْ أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحَقِّ، وَأَرْحَمُهُمْ بِالْخَلْقِ»

(منهاج السنة النبوية (٥/ ١٥٨)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ اہلِ سنت کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حق کو سب سے زیادہ جاننے والے بھی ہیں

اور مخلوق پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے بھی

یعنی: علم + رحمت = منہج اہلِ سنت

٤) إِلْقَاءُ السَّلَامِ وَرَدُّهُ، وَالِابْتِسَامَةُ فِي وُجُوهِ الآخَرِينَ:

(سلام کہنا، سلام کا جواب دینا، اور دوسروں کے چہروں پر مسکراہٹ)

أصل قاعدة:

إِلْقَاءُ السَّلَامِ وَرَدُّهُ مِنْ أَسْبَابِ فُشُوِّ الْمَحَبَّةِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ.

سلام کہنا اور اس کا جواب دینا مسلمانوں کے درمیان محبت پھیلنے کے اہم اسباب میں سے ہے۔

رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ:

«لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ»

(أخرجه مسلم (١/ ٧٤) رقم (٥٤)

تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ، اور تم (کامل) مومن نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو تم آپس میں محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام کو عام کرو۔

سلام کی عمومیت (ہر ایک کو سلام):

بَلْ جَاءَتِ السُّنَّةُ النَّبَوِيَّةُ آمِرَةً بِالسَّلَامِ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ.

بلکہ سنتِ نبویہ میں ہر ایک کو سلام کرنے کا حکم آیا ہے۔

فَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا:

«أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ»

(أخرجه البخاري (٢٨)، ومسلم (٣٩)

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اسلام کا کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

کھانا کھلانا، اور سلام کہنا—چاہے تم جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔

⚠️ ایک عام غلطی کی نشاندہی:

وَهٰذَا خِلَافُ مَا عَلَيْهِ بَعْضُ النَّاسِ، الَّذِينَ لَا يُسَلِّمُونَ إِلَّا عَلَىٰ مَعَارِفِهِمْ، وَهٰذَا مِنَ الأَخْطَاءِ فِي بَابِ السَّلَامِ.

یہ اس طرزِ عمل کے خلاف ہے جو بعض لوگ اختیار کیے ہوئے ہیں کہ وہ صرف اپنے جاننے والوں کو ہی سلام کرتے ہیں، اور یہ سلام کے باب میں ایک واضح غلطی ہے۔

سلام میں پہل کرنے کی فضیلت:

وَقَدْ رَغَّبَ الإِسْلَامُ فِي الِابْتِدَاءِ بِالسَّلَامِ، وَرَتَّبَ عَلَيْهِ فَضَائِلَ كَثِيرَةً، مِنْهَا:

اور اسلام نے سلام میں پہل کرنے کی ترغیب دی ہے، اور اس پر بہت سی فضیلتیں مرتب فرمائی ہیں، جن میں سے یہ ہیں:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

«إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللَّهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ»

(أخرجه أبو داود (٤/٣٥١) رقم (٥١٩٧)

سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرے۔

فائدہ:

سلام میں پہل کرنا قربِ الٰہی کا سبب ہے

یہ عمل تواضع، اخلاص اور حسنِ اخلاق کی دلیل ہے

طالبِ علم کو اس عمل میں سبقت کرنی چاہیے

وَعَنْ سَيَّارِ بْنِ أَبِي سَيَّارٍ، قَالَ:

«كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ أَنَّهُ كَانَ يَمْشِي مَعَ أَنَسٍ، فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَحَدَّثَ أَنَسٌ أَنَّهُ كَانَ يَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ»

(أخرجه مسلم (٤/١٧٠٨) رقم (٢١٦٨)

سیار بن ابی سیار بیان کرتے ہیں:

میں ثابت بنانی کے ساتھ چل رہا تھا، ہم بچوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے انہیں سلام کیا، پھر ثابت نے مجھے بتایا کہ وہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلتے تھے، وہ بھی بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا، اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے، آپ ﷺ بھی بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام فرمایا۔

مستفاد نکات:

وَنَسْتَفِيدُ مِنْ هٰذِهِ الأَحَادِيثِ: مَشْرُوعِيَّةَ نَشْرِ السَّلَامِ وَإِلْقَائِهِ عَلَىٰ كُلِّ أَحَدٍ، حَتَّى الْأَطْفَالِ؛ لِأَنَّهُ مِنْ مُلَاطَفَتِهِمْ وَكَسْبِ قُلُوبِهِمْ.

- سلام کو عام کرنا شریعت میں مشروع ہے
- ہر ایک کو سلام کیا جائے، حتیٰ کہ بچوں کو بھی

بچوں کو سلام کرنا:

- ان سے ملاطفت (نرمی) ہے
- ان کے دل جیتنے کا ذریعہ ہے
- ان کی تربیت اور اعتماد سازی کا سبب ہے

- یہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ و تابعین کا مسنون طریقہ ہے

😊 مسکراہٹ: دلوں کو جیتنے کا عظیم ذریعہ:

وَأَمَّا الِابْتِسَامَةُ فَهِيَ مِنْ أَرْقَىٰ وَسَائِلِ كَسْبِ الْقُلُوبِ، بَلْ جَعَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ عِبَادَةً.

اور جہاں تک مسکراہٹ کا تعلق ہے، تو وہ دلوں کو جیتنے کے اعلیٰ ترین ذرائع میں سے ہے، بلکہ نبی کریم ﷺ نے اسے عبادت قرار دیا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

«تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ»

(أخرجه الترمذي (٤/٣٤٠) رقم (١٩٥٦)

تمہارا اپنے بھائی کے چہرے پر مسکرانا بھی تمہارے لیے صدقہ ہے۔

(٥) الحِلْمُ وَالرِّفْقُ: (بردباری اور نرمی)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ، وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ، فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ [آل عِمْرَان: ١٥٩]

پس یہ اللہ کی رحمت ہی تھی کہ آپ ان کے لیے نرم دل ہو گئے، اور اگر آپ سخت مزاج اور سنگ دل ہوتے تو وہ سب آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے؛ لہٰذا آپ انہیں معاف کیجیے، ان کے لیے مغفرت کی دعا کیجیے، اور معاملات میں ان سے مشورہ کیجیے۔

وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ:

﴿اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ﴾

[طه: ٤٣-٤٤]

تم دونوں (موسیٰ و ہارون) فرعون کے پاس جاؤ، بے شک وہ سرکش ہو چکا ہے؛ پھر اس سے نرمی کی بات کہنا، شاید وہ نصیحت قبول کرلے یا ڈر جائے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ:

«إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ»

(أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ (٤/٢٠٠٤) رَقْم (٢٥٩٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے زینت بخش دیتی ہے، اور جس چیز سے نرمی نکال لی جائے وہ اسے عیب دار بنا دیتی ہے۔“

وَقَدِ اعْتَبَرَ النَّبِيُّ ﷺ الغِلْظَةَ فَقْدَانًا لِلْخَيْرِ، فَقَالَ:

«مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ»

(أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ (٤/٢٠٠٣) رَقْم (٢٥٩٢)

اور نبی کریم ﷺ نے سختی کو خیر کے ضائع ہو جانے کے مترادف قرار دیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص کو نرمی سے محروم کر دیا گیا، وہ خیر سے محروم کر دیا گیا۔"

✦ خَيْرٌ كَثِيرٌ فِي اجْتِمَاعِ العِلْمِ وَالحِلْمِ

(علم اور حلم کے جمع ہونے کی فضیلت)

أصل قاعدة:

وَإِذَا جَمَعَ اللّٰهُ لِطَالِبِ العِلْمِ بَيْنَ العِلْمِ وَالحِلْمِ، فَقَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَهُ أَطْرَافَ الخَيْرِ.

جب اللہ کسی طالبِ علم کے لیے علم اور حلم (بردباری) کو جمع فرما دے تو گویا اس کے لیے خیر کے تمام پہلو جمع کر دیے۔

عَنْ أَبِي رَزِينٍ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ: ﴿كُونُوا رَبَّانِيِّينَ﴾ [آلِ عِمْرَان: ٧٩]

قَالَ: حُلَمَاءُ عُلَمَاءُ.

(أخرجه ابن أبي الدنيا في كتاب الحِلْم ص (٢٥) رقم (٩)

یعنی ربّانی لوگ وہ ہیں جو بردبار بھی ہوں اور عالم بھی۔

وَعَنِ الحَسَنِ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ:

﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾ [الفُرْقَان: ٦٣]

قَالَ: حُلَمَاءُ، إِنْ جُهِلَ عَلَيْهِمْ لَمْ يَجْهَلُوا.

(أخرجه ابن أبي الدنيا في كتاب الحِلْم ص (٢٥) رقم (١٠)

اور امام حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

”وہ بردبار ہوتے ہیں؛ اگر ان کے ساتھ جہالت برتی جائے تو وہ خود جہالت کا مظاہرہ نہیں کرتے۔“

وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ:

﴿يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا﴾ [الفُرْقَان: ٦٣]

قَالَ: حُلَمَاءُ عُلَمَاءُ.

(أخرجه ابن أبي الدنيا في كتاب الحِلْم ص (٢٥) رقم (١١)

اور عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے ہیں:

”وہ بردبار اور علم والے ہوتے ہیں۔“

وَقَدِيمًا قِيلَ:

«وَمَا أُضِيفَ شَيْءٌ إِلَىٰ شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ حِلْمٍ إِلَىٰ عِلْمٍ»

(أخرجه ابن المبارك في الزهد والرقائق (١/٤٧٠) رقم (١٣٣٦)

اور قدیم زمانے سے کہا گیا ہے:

”کسی چیز کو کسی چیز کے ساتھ جوڑا گیا تو علم کے ساتھ حلم (بردباری) سے بہتر کوئی چیز نہیں جوڑی گئی۔“

یعنی علم کے ساتھ بردباری ہو تو وہ سب سے اعلیٰ امتزاج ہوتا ہے۔

(٦) أَلَّا يَضَعَ نَفْسَهُ فِي مَوْقِفٍ يُذَلُّ فِيهِ العِلْمَ وَأَهْلَهُ:

(ایسی جگہ خود کو نہ رکھے جہاں علم اور اہلِ علم کی تذلیل ہو)

طَالِبُ العِلْمِ قُدْوَةٌ لِلنَّاسِ، يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ فِي صُورَةٍ مُشْرِقَةٍ؛ فَهُوَ سَفِيرُ العِلْمِ وَالعُلَمَاءِ، يَعْكِسُ صُورَتَهُمْ، وَيَتْرُكُ انْطِبَاعًا حَسَنًا عَنْهُمْ.

طالبِ علم لوگوں کے لیے نمونہ ہوتا ہے، اسے چاہیے کہ اس کی شخصیت روشن اور باوقار ہو، کیونکہ وہ علم اور علماء کا نمائندہ ہوتا ہے، لوگ اسی کے ذریعے اہلِ علم کی تصویر دیکھتے ہیں۔

وَلِذٰلِكَ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَبْتَعِدَ عَنْ كُلِّ مَا يَخْدِشُ هٰذِهِ الصُّورَةَ الجَمِيلَةَ، وَيَطْعَنُ فِي هٰذِهِ الرُّؤْيَةِ، سَوَاءٌ كَانَ ذٰلِكَ فِي جَوْهَرِهِ أَوْ مَظْهَرِهِ، أَوْ فِي كَلَامِهِ أَوْ أَفْعَالِهِ.

لہٰذا طالبِ علم پر لازم ہے کہ وہ ہر اس چیز سے بچے جو اس خوبصورت تصویر کو مجروح کرے، خواہ وہ اس کے باطن سے متعلق ہو یا ظاہر سے، اس کی گفتگو ہو یا اس کے اعمال۔

(١) الِابْتِعَادُ عَنِ الْمَجَالِسِ السَّاقِطَةِ:

(بازاری اور لغو مجالس سے دوری)

يَنْبَغِي لِطَالِبِ العِلْمِ أَنْ يَجْتَنِبَ الْمَجَالِسَ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا اللَّغْوُ، وَالْغِيبَةُ، وَالسُّخْرِيَةُ، وَقِلَّةُ الْأَدَبِ.

طالبِ علم کو ایسی محفلوں سے بچنا چاہیے جہاں فضول گفتگو، غیبت، تمسخر اور بدتہذیبی ہو؛ کیونکہ ایسی مجالس علم کے وقار کو گرا دیتی ہیں۔

(٢) تَرْكُ الْجِدَالِ وَالْمِرَاءِ فِي غَيْرِ حَقٍّ:

(بے فائدہ بحث و تکرار سے اجتناب)

وَمِنْ أَدَبِهِ أَنْ يَتْرُكَ الْجِدَالَ الَّذِي لَا يُرَادُ بِهِ إِظْهَارُ الْحَقِّ، بَلِ الْغَلَبَةُ وَالِانْتِصَارُ لِلنَّفْسِ.

وہ بحث جس کا مقصد حق واضح کرنا نہیں بلکہ خود کو جتوانا ہو — طالبِ علم کے شایانِ شان نہیں۔ ایسی بحثیں دلوں کو سخت اور علم کو بے اثر کر دیتی ہیں۔

(٣) اجْتِنَابُ الفُحْشِ وَسُوءِ اللِّسَانِ:

(بدزبانی اور فحش کلامی سے پرہیز)

لِسَانُ طَالِبِ العِلْمِ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ نَقِيًّا، عَفِيفًا، مُهَذَّبًا؛ فَإِنَّ سُوءَ اللِّسَانِ يَهْدِمُ مَا يَبْنِيهِ العِلْمُ.

طالبِ علم کی زبان پاکیزہ اور مہذب ہونی چاہیے؛ کیونکہ بدزبانی وہ سب کچھ ڈھا دیتی ہے جو علم تعمیر کرتا ہے۔

(٤) حُسْنُ المَظْهَرِ وَالهَيْئَةِ:

(ظاہر اور وضع قطع کا خیال رکھنا)

وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ فِي مَظْهَرِهِ وَهَيْئَتِهِ عَلَىٰ سَمْتٍ حَسَنٍ، مِنْ غَيْرِ تَكَلُّفٍ وَلَا خُيَلَاءَ.

طالبِ علم کا لباس اور انداز باوقار ہو — نہ تکلف ہو، نہ تکبر؛ کیونکہ لوگ ظاہر سے ہی علم کی قدر کا اندازہ لگاتے ہیں۔

وَقَدْ كَانَ السَّلَفُ الصَّالِحُ يَهْتَمُّونَ بِاللِّبَاسِ وَجَمَالِ الْمَظْهَرِ، مَعَ الْوَقَارِ وَبُعْدِهِمْ عَنِ التَّكَلُّفِ.

سلفِ صالحین لباس اور حسنِ ظاہر کا اہتمام کرتے تھے، لیکن وقار کے ساتھ، اور تصنّع و نمود سے دور رہتے تھے۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الشَّهِيدُ رَحِمَهُ اللَّهُ:

«مَا رَأَيْتُ مُحَدِّثًا أَوْرَعَ مِنْ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى، وَلَا أَحْسَنَ لِبَاسًا مِنْهُ»

(أخرجه الخطيب البغدادي في الجامع لأخلاق الراوي (١/٣٨١) رقم (٨٨٠)

میں نے یحییٰ بن یحییٰ سے زیادہ پرہیزگار محدث نہیں دیکھا، اور نہ ہی ان سے زیادہ اچھا لباس پہننے والا۔

قَالَ الإِمَامُ النَّوَوِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ:

وَأَنْ يَدْخُلَ كَامِلَ الْهَيْبَةِ، فَارِغَ الْقَلْبِ مِنَ الشَّوَاغِلِ، مُتَطَهِّرًا، مُتَنَظِّفًا، بِسِوَاكٍ، وَقَصِّ شَارِبٍ وَظُفُرٍ، وَإِزَالَةِ كَرِيهِ الرَّائِحَةِ.

(المجموع شرح المهذب (١/٣٦)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اور طالبِ علم کو چاہیے کہ جب وہ مجلسِ علم میں داخل ہو تو:

- کامل وقار کے ساتھ داخل ہو
- دل کو دنیاوی مشاغل سے خالی رکھے
- باوضو، صاف ستھرا ہو
- مسواک استعمال کی ہو
- مونچھیں اور ناخن تراشے ہوں
- اور ہر ناپسندیدہ بو کو دور کر چکا ہو

- یہ سب اس لیے کہ علم کی مجلس، عبادت کی مجلس ہے۔

(٧) البُعْدُ عَنْ مَجَالِسِ اللَّغْوِ وَاللَّغَطِ:

(لغو اور شور و غوغا والی مجالس سے دوری)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ، وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾

اور (اللہ کے بندے) وہ ہیں جو باطل مجلسوں میں شریک نہیں ہوتے،

اور جب لغو باتوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

مَعْنَى الآيَةِ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ .....﴾

أَيْ: لَا يَحْضُرُونَ الزُّورَ، أَيْ: الْقَوْلَ وَالْفِعْلَ الْمُحَرَّمَ، فَيَجْتَنِبُونَ جَمِيعَ الْمَجَالِسِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلَى الْأَقْوَالِ الْمُحَرَّمَةِ أَوِ الْأَفْعَالِ الْمُحَرَّمَةِ، كَالْخَوْضِ فِي آيَاتِ اللَّهِ، وَالْجِدَالِ الْبَاطِلِ، وَالْغِيبَةِ، وَالنَّمِيمَةِ، وَالسَّبِّ، وَالْقَذْفِ، وَالِاسْتِهْزَاءِ، وَالْغِنَاءِ الْمُحَرَّمِ، وَشُرْبِ الْخَمْرِ، وَفُرُشِ الْحَرِيرِ، وَالصُّوَرِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ.

وَإِذَا كَانُوا لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ، فَمِنْ بَابٍ أَوْلَىٰ وَأَحْرَىٰ أَنْ لَا يَقُولُوهُ وَلَا يَفْعَلُوهُ.

(تیسیر الکریم الرحمن، ص (۵۸۷)

یعنی اللہ کے نیک بندے باطل اور حرام باتوں اور کاموں کی مجالس میں حاضر نہیں ہوتے؛

چنانچہ وہ ہر اس مجلس سے بچتے ہیں جس میں:

○ اللہ کی آیات میں بے جا بحث ہو

○ باطل جھگڑا کیا جائے ○ غیبت، چغلی ○ گالی، بہتان

○ تمسخر و استہزاء ○ حرام گانا ○ شراب نوشی ○ ریشم کے بچھونے

○ جانداروں کی تصاویر اور اس جیسی دیگر حرام چیزیں پائی جائیں۔

اور جب وہ زور (باطل) کی مجلس میں حاضر ہی نہیں ہوتے،

تو بدرجۂ اولیٰ وہ خود ایسے اقوال و افعال کہتے یا کرتے بھی نہیں۔

■ یہی طالبِ علم کے وقار اور تقویٰ کی بنیاد ہے۔

(باطل مجالس سے کنارہ کشی)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ [النساء: ١٤٠]

اور اللہ نے تم پر کتاب میں یہ حکم نازل فرما دیا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے یا ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہو جائیں، ورنہ تم بھی (گناہ میں) انہی جیسے ہو جاؤ گے۔

■ خاموش تماشائی بننا بھی شرکت کے حکم میں آتا ہے۔

(۸) **البُعْدُ عَنِ الْهَيْشَاتِ وَالْفِتَنِ:** (ہنگامہ آرائی اور فتنوں سے دوری)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

«إِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ»

(أخرجه مسلم في صحيحه، رقم (٤٣٢)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بازاروں کے شور و غوغا (ہنگامہ آرائی) سے بچو۔"

■ **تشریح: ھیشات الأسواق سے مراد:**

○ شور شرابا ○ جھگڑے ○ گالم گلوچ ○ دھکم پیل ○ بے ہودہ گفتگو ○ جذباتی ہجوم

□ **طالبِ علم کا مزاج سکون، وقار اور توازن کا ہوتا ہے، نہ کہ ہنگامہ، فتنہ اور بے مقصد ہجوم کا۔**

■ وَهَيْشَائِتِ الأَسْوَاقِ

(بازاروں کے ہنگاموں سے اجتناب)

«وَهَيْشَائِتِ الأَسْوَاقِ»؛ يَعْنِي اخْتِلَاطَهَا، وَمَا يَكُونُ فِيهَا مِنَ الفِتَنِ، وَارْتِفَاعِ الأَصْوَاتِ.

وَأَرَادَ أَلَّا يَكُونُوا مِنْ أَهْلِهَا؛ فَإِنَّهُ يُخْفَى فِيهَا الصَّوَابُ، وَلَا يَتَّضِحُ فِيهَا الحَقُّ،وَيَتَقَدَّمُ فِيهَا كُلُّ مَنْ حَقُّهُ التَّأْخِيرُ، وَيَتَأَخَّرُ فِيهَا كُلُّ مَنْ حَقُّهُ التَّقْدِيمُ».

(الإفصاح عن معاني الصحاح (٢/١٠٩)

بازاروں کے ہنگامے سے مراد:

○ لوگوں کا بے جا اختلاط

○ فتنوں کا پھیلنا

○ آوازوں کا بلند ہونا

○ شور، جھگڑا، اور لغویات

ان عبارات کا مقصد یہ ہے کہ طالبِ علم ایسے ماحول کا عادی نہ بنے، کیونکہ:

○ وہاں حق واضح نہیں رہتا

○ درست بات دب جاتی ہے

○ نااہل لوگ آگے بڑھ جاتے ہیں

○ اور اہل لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں

یہ سب علم کے وقار کے منافی ہے۔

⚠️ نہایت مؤثر تنبیہ:

يَا طَالِبَ العِلْمِ! احْذَرْ نَوَاقِضَ هٰذِهِ الآدَابِ؛

فَإِنَّهَا مَعَ الإِثْمِ تُقِيمُ عَلَىٰ نَفْسِكَ شَاهِدًا عَلَىٰ أَنَّ فِي العَقْلِ عِلَّةً،

وَتَدُلُّ عَلَىٰ الحِرْمَانِ مِنَ التَّوْفِيقِ.

وَإِيَّاكَ وَالخُيَلَاءَ؛ فَإِنَّهَا نِفَاقٌ وَكِبْرِيَاءُ،

وَقَدْ بَلَغَ شِدَّةُ التَّوَقِّي مِنْهَا عِنْدَ السَّلَفِ مَبْلَغًا كَبِيرًا، وَشَأْوًا بَعِيدًا

(حِلْيَةُ طَالِبِ العِلْم ص (١٤٥) بتصرف)

■ اے طالبِ علم!

- ان آداب کو توڑنے والی چیزوں سے سختی سے بچو، کیونکہ:
- یہ صرف گناہ نہیں بلکہ
- خود تمہارے خلاف گواہی بن جاتی ہیں
- اور اس بات کی علامت ہوتی ہیں کہ عقل میں خلل ہے
- اور اللہ کی توفیق سے محرومی ہو چکی ہے
- اور تکبر سے بچو!

کیونکہ یہ:

- نفاق کی علامت ہے
- اور دل کی تباہی کا سبب

سلف صالحین اس سے بچنے میں اس قدر محتاط تھے کہ اس کی مثالیں کم ملتی ہیں۔

✦ جامع اختتام:

هٰذِهِ شَذَرَاتٌ فِي آدَابِ طَالِبِ العِلْمِ

مَعَ نَفْسِهِ، وَمَعَ شَيْخِهِ،

وَمَعَ إِخْوَانِهِ وَزُمَلَائِهِ،

وَمَعَ سَائِرِ النَّاسِ.

یہ طالبِ علم کے آداب کے چند منتخب اور بنیادی نکات تھے:

- اپنے نفس کے ساتھ،
- اپنے استاد کے ساتھ،
- اپنے ساتھیوں کے ساتھ،
- اور عام لوگوں کے ساتھ۔

وَفَّقَنَا اللّٰهُ جَمِيعًا لِلُزُومِ هٰذِهِ الآدَابِ، وَالتَّحَلِّي بِهَا، وَالعَمَلِ بِهَا. آمِينَ.

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان آداب کو اپنانے، ان سے آراستہ ہونے، اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

⚠️ المَحَاذِيرُ:

(طالبِ علم کے لیے خطرناک امور)

قال الشيخ بكر بن عبد الله أبو زيد رحمه الله:

1) حِلْمُ الْيَقَظَةِ:

﴿إِيَّاكَ وَحِلْمَ الْيَقَظَةِ، وَمِنْهُ أَنْ تَدَّعِيَ العِلْمَ بِمَا لَمْ تَعْلَمْ، أَوْ تَدَّعِيَ إِتْقَانَ مَا لَمْ تُتْقِنْ؛ فَإِنْ فَعَلْتَ، فَهُوَ حِجَابٌ كَثِيفٌ عَنِ العِلْمِ﴾

بیداری کے خواب سے بچو،

اور اس کی صورت یہ ہے کہ تم اس علم کا دعویٰ کرو جو تم نے سیکھا ہی نہیں،

یا اس فن میں مہارت کا دعویٰ کرو جس پر تمہیں عبور حاصل نہیں؛

اگر تم نے ایسا کیا تو یہ علم کے حصول میں ایک موٹا پردہ بن جاتا ہے۔

توضیح:

یہ وہ خطرناک کیفیت ہے جس میں انسان حقیقت میں جاہل ہوتے ہوئے خود کو عالم سمجھنے لگتا ہے، اور یہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے، کیونکہ ایسا شخص سیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا۔

2) احْذَرْ أَنْ تَكُونَ «أَبَا شِبْرٍ»

فَقَدْ قِيلَ:

العِلْمُ ثَلَاثَةُ أَشْبَارٍ،

● مَنْ دَخَلَ فِي الشِّبْرِ الأَوَّلِ؛ تكَبَّرَ،

● وَمَنْ دَخَلَ فِي الشِّبْرِ الثَّانِي؛ تَوَاضَعَ،

● وَمَنْ دَخَلَ فِي الشِّبْرِ الثَّالِثِ؛ عَلِمَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ.

خبردار! "ابو شِبر" نہ بنو،

کیونکہ کہا گیا ہے:

علم تین بالشتوں کے برابر ہے؛

● جو پہلے بالشت میں داخل ہوتا ہے وہ تکبر کرنے لگتا ہے،

● جو دوسرے میں پہنچتا ہے وہ عاجزی اختیار کر لیتا ہے،

● اور جو تیسرے میں داخل ہوتا ہے وہ جان لیتا ہے کہ حقیقت میں وہ کچھ بھی نہیں جانتا

توضیح:

یہ مقولہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ:

○ ابتدائی علم غرور پیدا کرتا ہے

○ درمیانی علم تواضع

○ اور کامل علم، اپنی لاعلمی کا احساس

3) التَّصدُّرُ قَبلَ التَّأَهُّلِ:

اِحْذَرِ التَّصدُّرَ قَبلَ التَّأَهُّلِ؛

فَإِنَّهُ آفَةٌ فِي العِلْمِ وَالعَمَلِ.

وَقَدْ قِيلَ: مَنْ تَصَدَّرَ قَبْلَ أَوَانِهِ؛ فَقَدْ تَصَدَّى لِهَوَانِهِ.

اہلیت حاصل ہونے سے پہلے آگے بیٹھنے سے بچو،

کیونکہ یہ علم اور عمل دونوں کے لیے تباہ کن بیماری ہے۔

اور کہا گیا ہے: جو شخص وقت سے پہلے منصب سنبھال لیتا ہے،

وہ دراصل اپنی رسوائی کے لیے خود کو پیش کرتا ہے۔

4) التَّنَمُّرُ بِالعِلْمِ:

اِحْذَرْ مَا يَتَسَلَّى بِهِ المُفْلِسُونَ مِنَ العِلْمِ؛

يُرَاجِعُ أَحَدُهُمْ مَسْأَلَةً أَوْ مَسْأَلَتَيْنِ،

فَإِذَا كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ مَنْ يُشَارُ إِلَيْهِ؛

أَثَارَ الْبَحْثَ فِيهِمَا، لِيُظْهِرَ عِلْمَهُ! وَكَمْ فِي هٰذَا مِنْ سَوْأَةٍ،

أَقَلُّهَا أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُونَ حَقِيقَتَهُ.

اس عمل سے بچو جس کے ذریعے علم میں مفلس لوگ دل لگی کرتے ہیں؛

وہ ایک یا دو مسئلے یاد کر لیتا ہے،

پھر جب کسی ایسے مجمع میں بیٹھتا ہے جہاں کسی معروف عالم یا معتبر شخصیت کی

موجودگی ہو، تو انہی مسائل کو چھیڑ دیتا ہے

تاکہ اپنا علم جتائے! حالانکہ اس میں کتنی بڑی قباحت ہے؛

کم از کم برائی یہ ہے کہ

وہ شخص خود جان لیتا ہے کہ لوگ اس کی حقیقت کو پہچان چکے ہیں۔

وَقَدْ بَيَّنْتُ هٰذِهِ مَعَ أَخَوَاتٍ لَهَا فِي كِتَابِ «التَّعَالُمِ»،

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ.

اور میں نے اس بیماری کو اسی جیسی دوسری خرابیوں کے ساتھ

اپنی کتاب «التَّعَالُم» میں تفصیل سے بیان کر دیا ہے،

اور تمام تعریفیں اللہ ربّ العالمین کے لیے ہیں۔

5) مَوْقِفُكَ مِنْ وَهْمِ مَنْ سَبَقَكَ:

إِذَا اطَّلَعْتَ عَلَىٰ وَهْمِ عَالِمٍ؛ فَاقْصِدْ بِذٰلِكَ تَصْحِيحَ الْحَقِّ لَا التَّنَقُّصَ مِنْهُ، فَإِنَّ كُلَّ إِمَامٍ لَهُ أَغْلَاطٌ وَأَوْهَامٌ، وَالْمُنْصِفُ لَا يَفْرَحُ بِهَا إِلَّا لِبَيَانِ الصَّوَابِ، وَأَمَّا التَّشْغِيبُ وَالطَّعْنُ فَهُوَ صِنَاعَةُ الْمُتَعَالِمِينَ.

(تمہارا رویّہ اپنے سے پہلے اہلِ علم کے وہم کے بارے میں)

جب تمہیں کسی عالم کی بات میں وہم یا لغزش نظر آئے تو اس سے مقصود حق کی اصلاح ہونی چاہیے، نہ کہ اس عالم کی تنقیص۔

کیونکہ ہر امام سے کچھ نہ کچھ غلطی یا وہم ہو سکتا ہے، اور انصاف پسند آدمی ایسی بات پر خوشی صرف اس لیے کرتا ہے کہ درست بات واضح ہو جائے۔

رہی بات طعن، شور اور عیب جوئی کی، تو یہ نیم علم لوگوں کا طریقہ ہے۔

6) دَفْعُ الشُّبُهَاتِ :

لَا تَجْعَلْ قَلْبَكَ كَالإِسْفِنْجَةِ، يَتَلَقَّى كُلَّ مَا يُلْقَى إِلَيْهِ،

بَلِ اجْتَنِبْ إِثَارَةَ الشُّبُهَاتِ وَإِيرَادَهَا عَلَى نَفْسِكَ أَوْ عَلَى غَيْرِكَ؛

فَإِنَّ الشُّبْهَةَ خَطَّافَةٌ، وَالْقُلُوبَ ضَعِيفَةٌ،

وَأَكْثَرُ مَنْ يُلْقِيهَا حَمَّالَةُ الْحَطَبِ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ، فَتَوَقَّهُمْ وَاحْذَرْهُمْ.

شبہات کا ازالہ :

اپنے دل کو اسفنج (اسپنج) کی طرح نہ بنالو کہ وہ ہر آنے والی بات کو جذب کر لے،
بلکہ شبہات کو چھیڑنے اور انہیں خود پر یا دوسروں پر پیش کرنے سے بچو؛
اس لیے کہ شبہات فوراً لپک لینے والے ہوتے ہیں، اور دل کمزور ہوتے ہیں،
اور زیادہ تر شبہات پھیلانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو بدعتی ہیں اور "لکڑیاں ڈھونے والے" (فساد پھیلانے والے) ہیں، پس ان سے بچو اور ہوشیار رہو۔

لَا طَائِفِيَّةَ وَلَا حِزْبِيَّةَ يُعْقَدُ الْوَلَاءُ وَالْبَرَاءُ عَلَيْهَا :

- أَهْلُ الإِسْلَامِ لَيْسَتْ لَهُمْ سِمَةٌ إِلَّا الإِسْلَامُ وَالسَّلَامُ.

- فَيَا طَالِبَ الْعِلْمِ! بَارَكَ اللهُ فِيكَ وَفِي عِلْمِكَ؛
- اطْلُبِ الْعِلْمَ، وَاطْلُبِ الْعَمَلَ، وَادْعُ إِلَى اللهِ تَعَالَى عَلَى طَرِيقَةِ السَّلَفِ.
- وَلَا تَكُنْ خَرَّاجًا وَلَّاجًا فِي الْجَمَاعَاتِ، فَتَخْرُجَ مِنَ السَّعَةِ إِلَى الْقَوَالِبِ الضَّيِّقَةِ؛
- فَإِنَّ الإِسْلَامَ كُلَّهُ لَكَ جَادَّةً وَمِنْهَجًا، وَالْمُسْلِمُونَ جَمِيعُهُمْ هُمُ الْجَمَاعَةُ،
- وَإِنَّ يَدَ اللهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ؛ فَلَا طَائِفِيَّةَ وَلَا حِزْبِيَّةَ فِي الإِسْلَامِ.
- وَأُعِيذُكَ بِاللهِ أَنْ تَتَصَدَّعَ، فَتَكُونَ نَهَّابًا بَيْنَ الْفِرَقِ وَالطَّوَائِفِ
- وَالْمَذَاهِبِ الْبَاطِلَةِ وَالأَحْزَابِ الْغَالِيَةِ،
- تَعْقِدُ سُلْطَانَ الْوَلَاءِ وَالْبَرَاءِ عَلَيْهَا.

■ نہ طائفیت، نہ حزبیّت — کہ جن پر ولاء و براء قائم کیا جائے :

○ اہلِ اسلام کی کوئی پہچان نہیں سوائے اسلام اور سلامتی کے۔

○ اے طالبِ علم! اللہ تمہیں اور تمہارے علم کو برکت عطا فرمائے؛

○ علم حاصل کرو، عمل کو بھی لازم پکڑو،

○ اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دو سلف کے طریقے پر۔

○ اور جماعتوں میں بار بار آنا جانا کرنے والا نہ بنو،

○ کہ وسعتِ اسلام سے نکل کر تنگ سانچوں میں قید ہو جاؤ؛

○ کیونکہ پورا اسلام ہی تمہارے لیے شاہراہ اور منہج ہے، اور تمام مسلمان ہی جماعت ہیں،

○ اور بے شک اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے؛ پس اسلام میں نہ طائفیت ہے اور نہ حزبیّت۔

○ اور میں تمہیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں اس بات سے کہ تم بکھر جاؤ، پھر فرقوں،

گروہوں، باطل مذاہب اور غلو کرنے والی جماعتوں کے درمیان

○ ایک لُوٹ مار کرنے والے کی طرح گھومتے رہو،

اور انہی پر ولاء و براء کی سلطنت قائم کر لو۔

(فتاوى شيخ الإسلام ابن تيمية)

﴿مَنْهَجِيَّةُ طَالِبِ الْعِلْمِ فِي الطَّلَبِ﴾

(طالبِ علم کا طلبِ علم میں منہجی طریقہ)

بعدَ ذِكْرِ آدَابِ طَالِبِ الْعِلْمِ،يَجْدُرُ بِنَا بَيَانُ الْمَنْهَجِ السَّلِيمِ الَّذِي يَنْبَغِي لِطَالِبِ الْعِلْمِ أَنْ يَسِيرَ عَلَيْهِ، وَيَتَمَثَّلُ ذٰلِكَ فِيمَا يَأْتِي:

طالبِ علم کے آداب بیان کرنے کے بعد، یہ ضروری ہے کہ اس درست منہج کو واضح کیا جائے جس پر طالبِ علم کو چلنا چاہیے، اور وہ درج ذیل امور میں ظاہر ہوتا ہے:

أَوَّلًا: إِتْقَانُ الْأُصُولِ:

(اصولوں میں مہارت حاصل کرنا)

«مَنْ لَمْ يُتْقِنِ الْأُصُولَ حُرِمَ الْوُصُولَ»

وَقِيلَ: «مَنْ رَامَ الْعِلْمَ جُمْلَةً ذَهَبَ عَنْهُ جُمْلَةً»

وَقِيلَ أَيْضًا:

«ازْدِحَامُ الْعِلْمِ فِي السَّمْعِ مُضِلَّةُ الْفَهْمِ».

”جو شخص اصولوں میں مہارت حاصل نہ کرے، وہ منزل تک نہیں پہنچتا۔“

اور کہا گیا:

”جو علم کو ایک ساتھ سمیٹنا چاہے، وہ علم سے پورا کا پورا محروم رہ جاتا ہے۔“

اور یہ بھی کہا گیا:

علم کا کان میں حد سے زیادہ جمع ہو جانا سمجھ کو گمراہ کر دیتا ہے۔

وَعَلَيْهِ؛ فَلَا بُدَّ مِنَ التَّأْصِيلِ وَالتَّأْسِيسِ لِكُلِّ فَنٍّ تُطَالِبُهُ،

بِضَبْطِ أَصْلِهِ وَمُخْتَصَرِهِ عَلَى شَيْخٍ مُتْقِنٍ، لَا بِالتَّحْصِيلِ الذَّاتِيِّ وَحْدَهُ.

وَخُذِ الْعِلْمَ بِالتَّدَرُّجِ؛ فَإِنَّهُ سَبِيلُ الرُّسُوخِ وَالثَّبَاتِ.

لہٰذا ہر اس فن میں جسے تم حاصل کرنا چاہتے ہو،
اصول و بنیاد کو مضبوط کرنا ناگزیر ہے،
اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے اصل اور مختصر متن کو
کسی ماہر اور متقن شیخ سے باقاعدہ پڑھا جائے،
صرف خود مطالعہ پر اکتفا نہ کیا جائے۔
اور علم کو بتدریج حاصل کرو؛
کیونکہ یہی طریقہ علم میں پختگی اور رسوخ کا ذریعہ ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى:

﴿وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا﴾ [الإسراء: ١٠٦]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(اور ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا تاکہ آپ اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں،
اور ہم نے اسے بتدریج اتارا)

فَأَمَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ بِأَخْذِ الْقُرْآنِ عَلَى مُكْثٍ وَتُؤَدَةٍ،

وَكَذٰلِكَ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ أَخْذُ الْعِلْمِ وَالتَّحْصِيلُ فِيهِ.

پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں قرآن کو ٹھہراؤ اور تدبر کے ساتھ لینے کا حکم دیا، اور یہی منہج علم کے حصول اور اس میں ترقی کے لیے بھی ہونا چاہیے۔

■ فَأَمَامَكَ أُمُورٌ لَا بُدَّ مِنْ مُرَاعَاتِهَا فِي كُلِّ فَنٍّ تَطْلُبُهُ:

١ـ حِفْظُ مُخْتَصَرٍ فِيهِ.

٢ـ ضَبْطُهُ عَلَى شَيْخٍ مُتْقِنٍ.

٣ـ إِتْقَانُ شَرْحِهِ.

٤ـ مُرَاجَعَةُ مَا حَفِظْتَهُ وَأَتْقَنْتَ شَرْحَهُ بِاسْتِمْرَارٍ؛

فَإِنَّ تَكْرَارَ الْعِلْمِ ضَمَانُ ثَبَاتِهِ.

پس تمہارے سامنے ہر اس فن میں، جسے تم حاصل کرنا چاہتے ہو، چند امور ایسے ہیں جن کی رعایت ضروری ہے:

۱) اس فن کا کوئی مختصر متن یاد کرنا۔

۲) اس محفوظ متن کو کسی ماہر اور متقن استاد سے درست کروانا۔

۳) اس کے شرح کو اچھی طرح سمجھنا اور اس میں مہارت حاصل کرنا۔

۴) جسے تم نے یاد کیا اور سمجھا ہے، اس کی مسلسل مراجعت کرتے رہنا؛ کیونکہ علم کی تکرار ہی اس کے ثابت رہنے کی ضمانت ہے۔

ثَانِيًا: تَلَقِّي الْعِلْمِ عَنِ الأَشْيَاخِ: (اساتذہ سے علم حاصل کرنا)

الأَصْلُ فِي الطَّلَبِ أَنْ يَكُونَ بِطَرِيقَةِ التَّلْقِينِ وَالتَّلَقِّي عَنِ الْمَشَايِخِ، وَالأَخْذِ مِنْ أَفْوَاهِ الرِّجَالِ، لَا مِنَ الصُّحُفِ وَبُطُونِ الْكُتُبِ.

طلبِ علم کی اصل یہ ہے کہ یہ تلقین اور بالمشافہ تعلیم کے طریقے پر ہو، اور علم مردوں کے سینوں اور زبانوں سے لیا جائے، نہ کہ صرف صحیفوں اور کتابوں کے اوراق سے۔

وَقَدْ قِيلَ: «مَنْ دَخَلَ فِي الْعِلْمِ وَحْدَهُ، خَرَجَ وَحْدَهُ»؛

أَيْ: مَنْ دَخَلَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ بِلَا شَيْخٍ، خَرَجَ مِنْهُ بِلَا عِلْمٍ.

وَهٰذَا الْكَلَامُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ دَقِيقًا عَلَى إِطْلَاقِهِ، إِلَّا أَنَّ فِيهِ صَوَابًا كَثِيرًا.

اور کہا گیا ہے:

"جو شخص علم میں اکیلا داخل ہوا، وہ اکیلا ہی نکل گیا"

یعنی جو استاد کے بغیر علم طلب کرنے لگا، وہ (اکثر) علم سے محروم ہی رہ گیا۔

یہ بات اگرچہ اطلاق کے اعتبار سے بالکل دقیق نہیں،

لیکن اس میں بہت سا حق اور درست مفہوم موجود ہے۔

ثَالِثًا: حِفْظُ الْعِلْمِ بِالْكِتَابَةِ:

(علم کو لکھ کر محفوظ کرنا)

ابْذُلِ الْجُهْدَ فِي حِفْظِ الْعِلْمِ بِكِتَابَتِهِ؛ فَإِنَّ تَقْيِيدَ الْعِلْمِ بِالْكِتَابَةِ أَمَانٌ مِنَ الضَّيَاعِ، لَا سِيَّمَا مَسَائِلَ الْعِلْمِ الَّتِي تَكُونُ فِي غَيْرِ مَظَانِّهَا.

علم کو لکھ کر محفوظ کرنے میں بھرپور کوشش کرو؛ کیونکہ علم کو تحریر میں قید کرنا ضائع ہونے سے امان ہے، خصوصاً وہ علمی مسائل جو اپنی اصل جگہوں (کتابوں) میں بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

وَمِنْ أَجَلِّ فَوَائِدِ ذٰلِكَ: أَنَّهُ عِنْدَ كِبَرِ السِّنِّ وَضَعْفِ الْقُوَى يَكُونُ لَدَيْكَ مَادَّةٌ تَنْهَلُ مِنْهَا، وَمَادَّةٌ تَكْتُبُ فِيهَا بِلَا عَنَاءٍ فِي الْبَحْثِ وَالتَّقَصِّي.

اور اس کا ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ

بڑھاپے میں، جب عمر زیادہ ہو جائے اور قوتیں کمزور پڑ جائیں،

تو تمہارے پاس ایک ایسا ذخیرہ موجود ہو جس سے تم فائدہ اٹھاسکو، اور اسی سے بغیر زیادہ تلاش و جستجو کے لکھ بھی سکو۔

قَالَ الشَّعْبِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ:

«إِذَا سَمِعْتَ شَيْئًا فَاكْتُبْهُ، وَلَوْ فِي الْحَائِطِ»

(أَخْرَجَهُ الإِمَامُ أَحْمَدُ فِي الْعِلَلِ وَمَعْرِفَةِ الرِّجَالِ (١/٢١٦)

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جب تم کوئی بات سنو تو اسے لکھ لو، چاہے دیوار ہی پر کیوں نہ ہو۔"

رَابِعًا: تَعَاهُدُ الْمَحْفُوظَاتِ:

(محفوظات کی نگہداشت)

تَعَاهَدْ عِلْمَكَ مِنْ وَقْتٍ إِلَى آخَرَ؛ فَإِنَّ عَدَمَ التَّعَاهُدِ عُنْوَانُ ذَهَابِ الْعِلْمِ، مَهْمَا كَانَ.

اپنے علم کی وقتاً فوقتاً حفاظت اور مراجعت کرتے رہو؛

کیونکہ علم کی دیکھ بھال نہ کرنا، خواہ علم کتنا ہی کیوں نہ ہو،

اس کے زائل ہو جانے کی واضح علامت ہے۔

فَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

«إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ، كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ؛ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ»

(أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ (٥٠٣١)، وَمُسْلِمٌ (٧٨٩)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قرآن والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے پاس بندھی ہوئی اونٹنیاں ہوں؛ اگر وہ ان کی دیکھ بھال کرتا رہے تو وہ اس کے قابو میں رہتی ہیں، اور اگر انہیں چھوڑ دے تو وہ بھاگ جاتی ہیں۔"

قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ:

«وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ مَنْ لَمْ يَتَعَاهَدْ عِلْمَهُ ذَهَبَ عَنْهُ»

(التمهيد ١٤/ ١٣٣)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص اپنے علم کی مسلسل نگہداشت اور مراجعت نہیں کرتا، اس کا علم اس سے جاتا رہتا ہے۔"

خامسًا: اللُّجُوءُ إِلَى اللهِ تَعَالَى فِي الطَّلَبِ وَالتَّحْصِيلِ:

(طلبِ علم میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع)

لَا تَحْزَنْ إِذَا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ فِي عِلْمٍ مِنَ الْعُلُومِ. ضَاعِفِ الرَّغْبَةَ، وَافْزَعْ إِلَى اللّٰهِ فِي الدُّعَاءِ، وَاللُّجُوءِ إِلَيْهِ، وَالِانْكِسَارِ بَيْنَ يَدَيْهِ.

اگر کسی علم میں تمہارے لیے دروازہ نہ کھلے تو مایوس نہ ہو۔ اپنی رغبت اور شوق کو بڑھاؤ، اللہ تعالیٰ کی طرف دعا کے ساتھ دوڑو،
اسی کی پناہ لو، اور اس کے سامنے عاجزی اور شکستگی اختیار کرو۔

وَكَانَ شَيْخُ الإِسْلَامِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ: كَثِيرًا مَا يَقُولُ فِي دُعَائِهِ،

إِذَا اسْتَعْصَى عَلَيْهِ تَفْسِيرُ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى:

«اللَّهُمَّ يَا مُعَلِّمَ آدَمَ وَ إِبْرَاهِيمَ عَلِّمْنِي، وَيَا مُفَهِّمَ سُلَيْمَانَ فَهِّمْنِي»

فَيَجِدُ الْفَتْحَ فِي ذٰلِكَ.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ: اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے

جب قرآنِ کریم کی کسی آیت کی تفسیر ان پر دشوار ہو جاتی:

"اے اللہ! اے آدم اور ابراہیم کو علم سکھانے والے!

مجھے بھی علم عطا فرما، اور اے سلیمان کو فہم عطا کرنے والے! مجھے بھی سمجھ عطا فرما۔"

تو اللہ تعالیٰ اس دعا کے سبب

ان کے لیے فہم و کشادگی کا دروازہ کھول دیتا تھا۔

سادسًا: لا تكن أبا شبر:

(ابو شبر مت بنو)

وَذٰلِكَ بِأَنْ تَدَّعِيَ الْعِلْمَ فِيمَا لَمْ تَعْلَمْ، أَوْ تَدَّعِيَ الإِتْقَانَ فِيمَا لَمْ تُتْقِنْ؛

فَإِنْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ، فَهُوَ حِجَابٌ كَثِيفٌ عَنِ الْعِلْمِ.

یعنی یہ کہ تم اس علم کا دعویٰ کرو جو تم نے سیکھا ہی نہیں،

یا اس چیز میں مہارت کا اظہار کرو جس میں تم ماہر نہیں؛

اگر ایسا کرو گے تو یہ علم کے لیے ایک موٹا پردہ اور مضبوط رکاوٹ بن جائے گا۔

اِحْذَرْ أَنْ تَكُونَ «أَبَا شِبْرٍ»؛ فَقَدْ قِيلَ:

«الْعِلْمُ ثَلَاثَةُ أَشْبَارٍ؛

مَنْ دَخَلَ فِي الشِّبْرِ الْأَوَّلِ تَكَبَّرَ،

وَمَنْ دَخَلَ فِي الشِّبْرِ الثَّانِي تَوَاضَعَ،

وَمَنْ دَخَلَ فِي الشِّبْرِ الثَّالِثِ عَلِمَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ»

خبردار! "ابو شبر" نہ بننا؛ کیونکہ کہا گیا ہے:

"علم تین بالشت کا ہوتا ہے:

جو پہلے بالشت میں داخل ہوتا ہے وہ تکبر کرنے لگتا ہے،

جو دوسرے بالشت میں پہنچتا ہے وہ عاجزی اختیار کر لیتا ہے،

اور جو تیسرے بالشت تک پہنچتا ہے

وہ جان لیتا ہے کہ وہ درحقیقت کچھ بھی نہیں جانتا۔"

سَابِعًا: الْمُحَافَظَةُ عَلَى سَاعَاتِ الْعُمُرِ

(عمر کے اوقات کی حفاظت)

يَا طَالِبَ الْعِلْمِ! الْوَقْتَ الْوَقْتَ لِلتَّحْصِيلِ؛

فَإِنَّ حِفْظَ الْوَقْتِ يَكُونُ بِالْجِدِّ وَالِاجْتِهَادِ،

وَمُلَازَمَةِ الطَّلَبِ، وَمُثَافَنَةِ الْأَشْيَاخِ،

وَالِاشْتِغَالِ بِالْعِلْمِ قِرَاءَةً وَإِقْرَاءً،

وَمُطَالَعَةً وَتَدَبُّرًا، وَحِفْظًا وَبَحْثًا؛

اے طالبِ علم!

وقت، وقت — علم کے حصول کے لیے! کیونکہ وقت کی حفاظت

جدوجہد اور محنت سے ہوتی ہے، طلبِ علم کی ہیشگی سے،

اساتذہ کی صحبت اختیار کرنے سے، اور علم میں مشغول رہنے سے:

پڑھنے اور پڑھانے میں، مطالعہ اور تدبر میں،

یاد کرنے اور تحقیق میں —

لَا سِيَّمَا فِي أَوْقَاتِ شَرْخِ الشَّبَابِ، وَمُقْتَبَلِ الْعُمْرِ، وَمَعْدِنِ الْعَاقِبَةِ.

خاص طور پر جوانی کے ابتدائی زمانے میں،

عمر کے آغاز میں، اور انجام کی بنیاد رکھنے کے دور میں۔

فَاغْتَنِمْ هٰذِهِ الْفُرْصَةَ الْغَالِيَةَ؛ لِتَنَالَ رُتَبَ الْعِلْمِ الْعَالِيَةَ،

فَإِنَّهَا وَقْتُ جَمْعِ الْقَلْبِ، وَاجْتِمَاعِ الْفِكْرِ؛ لِقِلَّةِ الشَّوَاغِلِ وَالصَّوَارِفِ،

وَقِلَّةِ الِالْتِزَامَاتِ، وَقَبْلَ التَّرَؤُّسِ، وَلِخِفَّةِ الظَّهْرِ وَالْعِيَالِ.

پس اس قیمتی موقع کو غنیمت جانو تاکہ علم کے بلند مراتب حاصل کرسکو؛ کیونکہ یہی وہ

وقت ہے جب دل یکسو ہوتا ہے اور فکر جمع رہتی ہے،

اس لیے کہ زندگی کی ذمہ داریاں اور رکاوٹیں کم ہوتی ہیں،

قیادت و منصب کی الجھنیں نہیں ہوتیں،

اور اہل و عیال کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔

(حِليۃ طالب العلم، ص: 184)

ثَامِنًا: الْحِرْصُ عَلَى الْعُلُومِ النَّافِعَةِ:

(نفع بخش علوم کی حرص)

احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَيُقَرِّبُكَ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْعُلُومِ؛ فَإِنَّ الْعُلُومَ كَثِيرَةٌ، وَالْأَوْقَاتَ شَحِيحَةٌ.

ان علوم کے حاصل کرنے کی حرص رکھو جو تمہیں فائدہ دیں اور تمہیں اللہ کے قریب کریں؛ کیونکہ علوم بہت زیادہ ہیں اور وقت بہت محدود ہے۔

وَالْمُوَفَّقُ مَنِ اشْتَغَلَ بِمَا يُعَمِّقُ صِلَتَهُ بِاللهِ، وَيَزِيدُ مِنْ إِيمَانِهِ، وَتَعَلُّقِهِ بِمَوْلَاهُ.

کامیاب وہی ہے جو ایسے علم میں مشغول ہو جو اس کے اللہ سے تعلق کو گہرا کرے، اس کے ایمان میں اضافہ کرے، اور اسے اپنے مولا سے اور زیادہ وابستہ کر دے۔

وَلِهٰذَا كَانَ مِنْ دُعَاءِ نَبِيِّنَا ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَسْأَلُ اللّٰهَ الْعِلْمَ النَّافِعَ، كَمَا ثَبَتَ ذٰلِكَ مِنْ حَدِيثِ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ، إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ يُسَلِّمُ:

«اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا»

(سنن ابن ماجه: 925)

اسی لیے ہمارے نبی ﷺ اللہ تعالیٰ سے نفع بخش علم کی دعا کیا کرتے تھے، جیسا کہ ام المؤمنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نمازِ فجر کے بعد سلام پھیرتے ہی یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

عَلَامَاتُ الْعِلْمِ النَّافِعِ:

(نفع بخش علم کی علامات)

أَوَّلًا: العَمَلُ بِالْعِلْمِ.

1 علم پر عمل کرنا۔

ثَانِيًا: زِيَادَةُ الْإِيمَانِ، وَالْإِكْثَارُ مِنَ الطَّاعَاتِ.

2 ایمان میں اضافہ ہونا اور عبادات میں کثرت ہونا۔

ثَالِثًا: كَرَاهِيَةُ التَّزْكِيَةِ وَالْمَدْحِ.

3 اپنی تعریف اور تزکیہ کو ناپسند کرنا۔

رَابِعًا: أَنْ يَزْدَادَ تَوَاضُعُكَ كُلَّمَا ازْدَدْتَ عِلْمًا.

4 جوں جوں علم بڑھے، تواضع اور عاجزی بڑھتی جائے۔

خَامِسًا: الْهُرُوبُ مِنْ حُبِّ التَّرَؤُّسِ، وَالشُّهْرَةِ، وَالظُّهُورِ.

5 سرداری، شہرت اور نمایاں ہونے کی خواہش سے بھاگنا۔

سَادِسًا: هِجْرَانُ دَعْوَى الْعِلْمِ.

6 علم کا دعویٰ ترک کر دینا۔

سَابِعًا: سُوءُ الظَّنِّ بِالنَّفْسِ، وَحُسْنُ الظَّنِّ بِالنَّاسِ، تَنَزُّهًا عَنِ الْوُقُوعِ فِيهِمْ.

7 اپنے نفس کے بارے میں بدگمانی رکھنا، اور لوگوں کے بارے میں حسنِ ظن رکھنا، تاکہ ان کی برائیوں میں پڑنے سے بچا جا سکے۔

ثَامِنًا: نَشْرُ الْعِلْمِ، وَالْإِحْسَانُ إِلَى النَّاسِ بِبَذْلِهِ، وَاحْتِسَابُ الْأَجْرِ عِنْدَ اللهِ.

8 علم کو پھیلانا، لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنا، اور علم کے پھیلانے پر اللہ سے اجر کی امید رکھنا۔

الحمدُ للهِ بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

تَمَّ هذا العملُ بعونِ اللّٰهِ وتوفيقِهِ،

سائلينَ المولى جلَّ وعلا أن يجعله خالصًا لوجهه الكريم،

نافعًا لكاتبه وقارئه،

وأن يرزقنا به العلمَ النافعَ، والعملَ الصالحَ، والثباتَ على الحق.

التاریخ: 29 جنوری 2026م

الموافق: 28 مُحرَّم الحرام 1447ھ

الوقت: 11:30pm لیلاً

📚 المصادر والمراجع:

1) حِلْيَةُ طَالِبِ الْعِلْمِ
للشيخِ العلّامةِ بكرِ بنِ عبدِ اللهِ بنِ محمدِ أبو زيدٍ رحمهُ اللهُ.

2) شَرْحُ حِلْيَةِ طَالِبِ الْعِلْمِ
للشيخِ محمدِ بنِ صالحٍ العثيمين رحمهُ اللهُ.

3) خُلَاصَةُ تَعْظِيمِ الْعِلْمِ
للشيخِ صالحِ بنِ عبدِ اللهِ بنِ حمدٍ العصيمي حفظهُ اللهُ.

4) كِتَابُ الْعِلْمِ
للشيخِ محمدِ بنِ صالحٍ العثيمين رحمهُ اللهُ.

5) مَدْخَلٌ إِلَى الْعُلُومِ الشَّرْعِيَّةِ
للشيخِ الدكتورِ عبدِ الرحمنِ بنِ عبدِ العزيزِ العقل حفظهُ اللهُ.

6) مُحَاضَرَاتُ الْعُلَمَاءِ....

مطبوعات أكاديمية زاد بارهموله - كَشْمِير

1. التجويد المختصر

(التعليق المفيد على القاعدة النورانية) — (الأردية)

سنة الإشاعة: 2023

2. مختصر الكتاب: ثلاثون فائدة في طلب العلم

سنة الإشاعة: 2023

3. التفهيم: شرح المختصر من نخبة الفكر

سنة الإشاعة: 2024

4. المختصر من نخبة الفكر

سنة الإشاعة: 2024

5. آداب طالب العلم

سنة الإشاعة: 2024

6. شرح كلمة التوحيد (لا إله إلا الله) — (الأردية)

سنة الإشاعة: 2024

7. شرح كلمة التوحيد (محمد رسول الله ﷺ) — (الأردية)

سنة الإشاعة: 2025

8. أصول الإيمان – الجزء الأول — (الأردية)

سنة الإشاعة: 2025

9. أصول الإيمان – الجزء الثاني — (الأردية)

سنة الإشاعة: 2025

10. أئمة المذاهب المندرسة

سنة الإشاعة: 2025

11. أذكار الصباح والمساء — (الأردية)

سنة الإشاعة: 2025

12. أذكار بعد صلاة الفريضة — (الأردية)

سنة الإشاعة: 2025

13. تراجم مختصرة لفقهاء المذهب المالكي

سنة الإشاعة: 2025

14. الفقهاء الأعلام من الشافعية

سنة الإشاعة: 2025

15. نبلاء الحنفية

سنة الإشاعة: 2025

16. العقود الحنابلة

سنة الإشاعة: 2025

17. نفحات الظاهرية

سنة الإشاعة: 2025

18. الجواهر المكنونة

سنة الإشاعة: 2025

19. بحوث...

سنة الإشاعة: 2025

Zadacademy75@gmail.com